تبوک 1390 ہش ستمبر 2011ء
جلد52 / شمارہ 9 / 2011ء

ماہنامہ

انصار اللہ

جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء

سالانہ -/200 قیمت فی پرچہ -/20

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

توحید خالص کا قیام

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

’’میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں۔ اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضعفِ ایمان کا خاصہ ہے۔ یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہوگئی تھی۔ اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو مَیں بھیجا گیا ہوں۔ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہوگا اور بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو مَیں ان ہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291-294 حاشیہ)

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

تبوک 1390ھش ستمبر 2011ء

جلد 52

شمارہ 09

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631

موبائل نمبر منیجر (0336-7700250)

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ

☆ محمود احمد اشرف

☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ:

فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان

سالانہ .... 200 روپے

قیمت فی پرچہ .... 20 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2

القرآن والحدیث 3

کلام الامام 4

عربی منظوم کلام 5

فارسی منظوم کلام 6

اردو منظوم کلام 7

نماز کے فوائد اور برکات (محمود احمد اشرف) 10-8

دابۃ الارض (اقبال حیدر ملک) 16-11

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں (احمد طاہر مرزا) 20-17

لغویات سے اجتناب (راناغلام مصطفیٰ منصور) 26-21

جنرل ناصر احمد چوہدری شہید (انعام احمد مہار) 29-27

قرارداد تعزیت 30

توری۔میری کہانی میری زبانی (خواجہ محمد اقبال ناتک) 32-31

جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء (مبشر احمد خالد) 34-33

رپورٹ امتحان انعامی وظیفہ اطفال 2011ء 37-36

اخبار مجالس 40-38

اداریہ

عبادات میں دوام

اللہ تعالیٰ نے ہمیں خصوصی طور پر مقدس ایام رمضان میں عبادات بجالانے کی توفیق عطا فرمائی۔اس میں حقوق اللہ کی ادائیگی کا بھی اہتمام رہا اور حقوق العباد کی طرف بھی خصوصی توجہ رہی۔رمضان کا مہینہ تو مومنوں کیلئے ایک ریفریشر کورس لے کر آتا ہے۔ہر قسم کی نیکیوں جن کا تعلق براہ راست عبادت الٰہی سے ہو یا بالواسطہ وہ عبادت کے زمرہ میں آئیں انکی بجا آوری کا موقع ملتا ہے اور عبادات کے لئے ایک ماحول بن جاتا ہے۔جو لوگ رمضان کو ایمان اور احتساب کے ساتھ گزارتے ہیں وہ فلاح پانے والے ہیں اور اللہ کی جنتوں کے وارث بننے والے ہو جاتے ہیں۔رمضان ہمیں خود احتسابی اور محاسبہ نفس کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ ہم نے کونسی برائیاں چھوڑیں اور کونسی نیکیاں اختیار کیں۔اگر خود احتسابی کا عمل انسانی زندگی میں جاری ہو جائے تو رمضان کے مقاصد کو ہم حاصل کرنے والے ہونگے۔

سورۃ المعارج میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ اپنی نمازوں پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں اور ان کے مالوں میں ایک مقررہ حصہ غریب سوالیوں کا بھی ہوتا ہے اور انکا بھی ہوتا ہے جو سوال کرنے سے محروم ہیں۔(المعارج: 24 تا 26)یعنی حقیقی مومن وہی ہیں جو اپنی نمازوں میں دوام اختیار کرتے ہیں۔رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا کہ ہم نے عبادات میں دوام اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔اب ان نیکیوں کو سارا سال جاری رکھنے کی کوشش کرنا حقیقی نیکی اور انفضال الٰہی کے مورد ہونے کا موجب ہوگا۔اس کیلئے محاسبہ نفس کا عمل جاری رکھنا ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

''اگر انسان نے اپنے نفس میں یہ جانچنا ہو اور اس بات کا محاسبہ کرنا ہو کہ اس رمضان مبارک سے میں کیا پا کر نکلا ہوں اور کیا کھو کر نکلا ہوں تو یہ آیت (المعارج: 24) ایک بہت ہی خوبصورت اور حسین پیمانہ اس کے سامنے رکھتی ہے۔اگر رمضان مبارک کے بعد اسکی عبادات کو دوام حاصل ہو گیا ہے ایسا دوام جو ایک مہینے کی حدیں پھلانگ کر بھی آگے جاری رہتا ہے۔اگر رمضان مبارک کے بعد اس کو دکھوں کے احساس میں صبر کرنے کا سلیقہ آ گیا ہے، اگر کوئی دکھ اس کو مایوس نہیں کر سکتا، اگر رمضان مبارک کے بعد وہ پہلے سے زیادہ بنی نوع انسان کا ہمدرد بن چکا ہے تو اسے مبارک ہو کہ قرآن کریم کی یہ آیات (المعارج) اسے ہمیشگی کی فلاح کی خوشخبری دے رہی ہیں۔اگر کوئی انسان ان سے عاری گزر رہا ہے تو وہ اپنے نفس کا محاسبہ کر کے خود ہی جائزہ لے اور آئندہ اصلاح کی کوشش کرے۔'' (خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 380-379)

القرآن

برکات تقویٰ

يَـٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.　　(سورۃ الانفال:30)

ترجمہ: اے مومنو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایک بڑے امتیاز کا سامان پیدا کر دے گا اور تمہاری کمزوریوں کو دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

﴿اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ﴾

حدیث نبوی ﷺ

تقویٰ کی اہمیت

(عَنْ) سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ.. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ. (مسلم کتاب الزھد و الرقاق حدیث نمبر 7621)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیز گار ہو، بے نیاز ہو، گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔

حصول تقویٰ و غنا کی دعا

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا بالعموم پڑھتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی (مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے ہدایت و تقویٰ کا طلب گار ہوں اور عفت اور غنا چاہتا ہوں۔

کلام الامام

تقویٰ کی تعریف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ جب وہ دیکھے کہ میں گناہ میں پڑتا ہوں تو دعا اور تدبیر سے کام لیوے ورنہ نادان ہوگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے **مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ** (الطلاق:3-4) کہ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ہر ایک مشکل اور تنگی سے نجات کی راہ اس کے لئے پیدا کر دیتا ہے۔ متقی درحقیقت وہ ہے کہ جہاں تک اس کی قدرت اور طاقت ہے وہ تدبیر اور تجویز سے کام لیتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **الٓمّٓ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ۔** (البقرۃ:2-4)

ایمان بالغیب کے یہ معنی ہیں کہ وہ خدا سے اڑنہیں باندھتے بلکہ جو بات پردۂ غیب میں ہو اس کو قرائن مرجحہ کے لحاظ سے قبول کرتے ہیں اور دیکھ لیتے ہیں کہ صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں۔ یہ بڑی غلطی ہے کہ انسان یہ خیال رکھے کہ آفتاب کی طرح ہر ایک امر اس پر منکشف ہو جاوے۔ اگر ایسا ہو تو پھر بتلاؤ کہ اس کے ثواب حاصل کرنے کا کونسا موقع ملا؟ کیا اگر ہم آفتاب کو دیکھ کر کہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے تو ہم کو ثواب ملتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ اس میں غیب کا پہلو کوئی بھی نہیں لیکن جب ملائکہ، خدا اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں تو ثواب ملتا ہے۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ ان پر ایمان لانے میں ایک پہلو غیب کا پڑا ہوا ہے۔ ایمان لانے کیلئے ضروری ہے کہ کچھ اخفاء بھی ہو اور طالب حق چند قرائن صدق کے لحاظ سے ان باتوں کو مان لے۔

اور **مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ** (البقرۃ:4) کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ان کو عقل۔ فکر۔ فہم۔ فراست اور رزق اور مال وغیرہ عطا کیا ہے اس میں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کے لئے صرف کرتے ہیں یعنی فعل کے ساتھ بھی کوشش کرتے ہیں۔ پس جو شخص دعا اور کوشش سے مانگتا ہے وہ متقی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے **اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ** (الفاتحہ:5) یاد رکھو کہ جو شخص پورے فہم اور عقل اور زور سے تلاش نہیں کرتا وہ خدا کے نزدیک ڈھونڈنے والا نہیں قرار پاتا اور اس طرح سے امتحان کرنے والا ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ لیکن اگر وہ کوششوں کے ساتھ دعا بھی کرتا ہے اور پھر اسے کوئی لغزش ہوتی ہے تو خدا اسے بچاتا ہے اور جو آسائی تن کے ساتھ دروازہ پر آتا ہے اور امتحان لیتا ہے تو خدا کو اس کی پرواہ نہیں ہے۔ ابو جہل وغیرہ کو آنحضرت ﷺ کی صحبت تو نصیب ہوئی اور وہ کئی دفعہ آپ کے پاس آیا بھی لیکن چونکہ آزمائش کیلئے آتا رہا اس لئے گر گیا اور اسے ایمان نصیب نہ ہوا'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 486، 487)

عربی منظوم کلام

وَمَا الْمَرْءُ اِلَّا کَالْحُبَابِ وُجُوْدُہٗ

وَ مَا الدَّھْرُ اِلَّا تَارَتَانِ فَمِنْھُمَا
لَکَ التَّارَۃُ الْاُوْلٰی بِاُخْرٰی نُوَزَّرُ

اور زمانہ کے لئے صرف دو نوبتیں ہیں سو پہلی نوبت تیری ہے اور دوسری ہماری جس میں ہمیں مدد دی جائے گی۔

وَمَا النَّفْسُ یَا مِسْکِیْنُ! اِلَّا وَدِیْعَۃٌ
وَلَابُدَّ یَوْمًا اَنْ تُرَدَّ وَ تُحْضَرُ

اور اے مسکین جان! تو ایک امانت ہے اور ایک دن ضرور ہے کہ تو واپس کیا جائے اور حاضر کیا جائے۔

اَتَبْغِیْ الْحَیَاۃَ وَلَا تُرِیْدُ ثِمَارَھَا
وَمَا ھِیَ اِلَّا لَعْنَۃٌ لَوْ تُفَکِّرُ

کیا تو زندگی چاہتا ہے اور اس کے پھل نہیں چاہتا اور بغیر پھل کے زندگی ایک لعنت ہے اگر تو سوچے۔

وَاِنَّا وَاَنْتُمْ لَا نَغِیْبُ مِنَ الَّذِیْ
یَرٰی کُلَّمَا نَنْوِیْ وَمَا نَتَصَوَّرُ

اور ہم اور تم اس ذات سے پوشیدہ نہیں ہیں جو ہمارے وہ تمام خیالات دیکھتا ہے جو ہمارے دل میں ہیں

وَمَا الْمَرْءُ اِلَّا کَالْحُبَابِ وُجُوْدُہٗ
فَاِنْ شِئْتَ نَمْ فَالْمَوْتُ کَالصُّبْحِ یُسْفِرُ

اور انسان تو محض بلبلہ کی طرح اس کا وجود ہے پس اگر چاہے تو سو جا۔ پس موت صبح کی طرح ظاہر ہو جائے گی۔

(القصائد الاحمدیہ مترجم صفحہ 362)

فارسی منظوم کلام

گر شعار تو اتقاء بودے

گر شعار تو ، اتقا بودے
مشعل غیب ، رہنما بودے

اگر تقویٰ تیرا شعار ہوتا تو غیب کی مشعل تیری رہنما ہوتی

اتّقا را بود ، ز صدق آثار
اے سیہ دل تُرا بصدق چہ کار؟

اتقا کی علامت صدق ہے اے سیہ دل انسان تجھے صدق سے کیا مطلب؟

نیستی از خدا تو راز شناس
ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس

تو خدا کے رازوں کو نہیں پہچانتا ۔ تیری ساری بنیاد ظن اور وہم پر ہے

نفس تو فربہ ، روح تو خستہ
ہَمَہ ابواب آسماں بستہ

تیرا نفس موٹا ہے اور روح بیمار اور آسمان کے سب دروازے تجھ پر بند ہیں

ایں چہ غفلت کہ خوش بدیں کیشی
و از خدا ہیچ گہ نیندیشی

یہ کیا غفلت ہے کہ تو اس روش پر خوش ہے اور خدا تعالیٰ سے بالکل نہیں ڈرتا

رہ طلب کن بگریہ و زاری
تابجوشد ، ترحم باری

رو رو کر راستہ ڈھونڈ تا کہ خدا کا رحم جوش میں آئے

(درثمین فارسی مترجم صفحہ:455)

اردو منظوم کلام

درس توحید

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں

سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں

اس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں

﴿درثمین اردو صفحہ:152﴾

نماز کے فوائد و برکات

﴿سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں﴾

(مرتبہ: مکرم محمود احمد اشرف صاحب نائب قائد تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان)

جسمانی فوائد: ''نماز کا پڑھنا اور وضو کا کرنا طبی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آجاتی ہے اور یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے۔ اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے۔ ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس میں برائی کیا ہے''

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۰۷)

بدعملی اور بے حیائی سے بچاؤ: ''نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے مگر جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہو سکتا''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۰۳)

''نماز کو جس قدر سنوار کر ادا کرو گے اسی قدر گناہوں سے رہائی پاتے جاؤ گے۔ معرفت صرف قول سے حاصل نہیں ہو سکتی بڑے بڑے حکیموں نے خدا کو اس لیے چھوڑ دیا کہ ان کی نظر مصنوعات پر رہی اور دعا کی طرف توجہ نہ کی''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۹۰)

مشکلات کے ازالہ کا نسخہ: ''درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے جو تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل میں دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰)

اطمینان قلب کا ذریعہ: ''نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمدِ الٰہی ہے، استغفار ہے اور

درود شریف۔تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم وہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اسی لیے فرمایا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اطمینان اور سکینت قلب کے لیے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۱۰،۳۱۱)

دین و دنیا کی بھلائی: ''یاد رکھو نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فویل للمصلین.....'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۰۳)

لذت و سرور: ''نماز کا مزہ دنیا کے ہر مزے پر غالب ہے۔لذات جسمانی کے لیے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۹۲)

ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ بہت کوشش کی جاتی ہے مگر نماز میں لذت نہیں آتی۔فرمایا:

''انسان جو اپنے تئیں اَمن میں دیکھتا ہے تو اسے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔حالت استغناء میں انسان کو خدا یاد نہیں آیا کرتا۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری طرف وہ متوجہ ہوتا ہے کہ جس کے بازو ٹوٹ جاتے ہیں۔اب جو شخص غفلت سے زندگی بسر کرتا ہے اسے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کب نصیب ہوتی ہے۔انسان کا رشتہ خدا تعالیٰ کے ساتھ عاجزی اور اضطراب کے ساتھ ہے لیکن جو عقلمند ہے وہ اس رشتہ کو اس طرح سے قائم رکھتا ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ میرا باپ دادا کہاں ہے اور اس قدر مخلوق کو ہر روز مرتا دیکھ کر وہ انسان کی فانی حالت کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کی برکت سے اسے پتہ چل جاتا ہے کہ میں بھی فانی ہوں اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ جہان چھوڑ دیا جائے گا اور اگر اس میں زیادہ مبتلا ہے تو اسے چھوڑنے کی حسرت بھی زیادہ ہوگی'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶۵۵،۶۵۶)

وحدت کا قیام: ''نماز میں جو جماعت کا ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے''۔ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۲۸۱)

قرب الٰہی کا حصول: ''یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی بدعت کی ضرورت نہیں ہے۔آنحضرت ﷺ جب کسی تکلیف یا ابتلاء کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان

راستبازوں کا جو پہلے ہوگزرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں"
(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۹۳،۹۴)

"پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۹،۱۹۰)

"موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اس سے بے خبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جائے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پا سکو۔ اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے واستعینوا بالصبر و الصلوة یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو۔ نماز کیا چیز ہے۔ وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے"۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۶۸)

"اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے۔ یاد رکھو رسم اور چیز ہے اور صلوۃ اور چیز۔ صلوۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کا کوئی ذریعہ نہیں۔ یہ قُرب کی کنجی ہے اس سے کشوف ہوتے ہیں۔ اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں۔ یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کو اچھی طرح سمجھ کر ادا نہیں کرتا تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے" (الحکم جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱،۱۲)

نماز کی برکات کیسے حاصل ہوتی ہیں؟ "اصل میں لوگ نماز میں دنیا کے رونے روتے رہتے ہیں۔ اور جو اصل مقصود نماز کا قرب الی اللہ اور ایمان کا سلامت لے جانا ہے اس کی فکر ہی نہیں حالانکہ ایمان سلامت لے جانا بہت بڑا معاملہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب انسان اس واسطے روتا ہے کہ مجھ کو با ایمان اللہ تعالیٰ دنیا سے لے جاوے تو خدا تعالیٰ اس کے اوپر دوزخ کی آگ حرام کرتا ہے اور بہشت ان کو ملے گا جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حصول ایمان کے لیے روتے ہیں مگر یہ لوگ جب روتے ہیں تو دنیا کے لئے روتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کو بھلا دے گا۔ اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذ کرونی اذ کر کم (البقرہ:۱۵۳) تم مجھ کو یاد رکھو میں تم کو یاد رکھوں گا" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۷۸)

"آنے والے مسیح موعودؑ کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ:29)

دابّۃ الارض

از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

﴿مرتبہ: اقبال حیدر یوسفی صاحب گلشن جامی کراچی﴾

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ترجمہ: اور جب انکی تباہی کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو انکو کاٹے گا اس وجہ سے کہ لوگ ہمارے نشانات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ (النمل:83)

دابۃ الارض کی قرآنی پیشگوئی کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں اس کی دو اہم اور قابل ذکر تفاسیر یہ ہیں جو عملاً اپنے وقت پر ظاہر بھی ہو چکی ہیں:۔

دابۃ الارض سے مراد علماء سوء:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

دآبۃ الارض سے مراد کوئی لایعقل جانور نہیں بلکہ بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ آدمی کا نام ہی دآبۃ الارض ہے۔ اور اس جگہ لفظ دآبۃ الارض سے ایک ایسا طائفہ انسانوں کا مراد ہے جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے لیکن زمینی علوم وفنون کے ذریعہ سے منکرین اسلام کو لاجواب کرتے ہیں اور اپنا علم کلام اور طریق مناظرہ تائید دین کی راہ میں خرچ کر کے بجان ودل خدمت شریعت غرّا بجالاتے ہیں۔ سو وہ چونکہ درحقیقت زمینی ہیں آسمانی نہیں۔ اور آسمانی روح کامل طور پر اپنے اندر نہیں رکھتے اس لئے **دآبۃ الارض** کہلاتے ہیں اور چونکہ کامل تزکیہ نہیں رکھتے اور نہ کامل وفاداری۔ اس لئے چہرہ اُن کا انسانوں کا ہے مگر بعض اعضاء اُن کے بعض دوسرے حیوانات سے مشابہ ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانُہٗ اشارہ فرماتا ہے۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ یعنی جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقدر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین میں سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علم کلام اور فلسفہ میں ید طولیٰ ہوگا۔ وہ جابجا اسلام کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں گے اور اسلام کی سچائیوں کو استدلالی طور پر مشارق مغارب میں پھیلائیں گے اور اس جگہ اَخْرَجْنَا کا لفظ اس وجہ سے اختیار

کیا کہ آخری زمانہ میں اُن کا خروج ہوگا نہ حدوث یعنی تخمی طور پر یا کم مقدار کے طور پر تو پہلے ہی سے تھوڑے بہت ہر یک زمانہ میں وہ پائے جائیں گے لیکن آخری زمانہ میں بکثرت اور نیز اپنے کمال لائق کے ساتھ پیدا ہوں گے اور حمایت اسلام میں جا بجا واعظین کے منصب پر کھڑے ہوجائیں گے اور شمار میں بہت بڑھ جائیں گے۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۹، ۳۷۰)

نیز فرمایا:''زمینی لوگ دابۃ الارض ہیں مسیح السماء نہیں ہیں۔ مسیح السماء آسمان سے اُترتا ہے اور اُس کا خیال آسمان کو مَسح کرکے آتا ہے اور روح القدس اُس پر نازل ہوتا ہے اس لئے وہ آسمانی روشنی ساتھ رکھتا ہے۔لیکن دابۃ الارض کے ساتھ زمین کی غلاظتیں ہوتی ہیں اور نیز وہ انسان کی پوری شکل نہیں رکھتا۔ بلکہ اُس کے بعض اجزاء مسخ شدہ بھی ہوتے ہیں''۔ (ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۷۳، ۵۷۴)

''احادیث میں دابۃ الارض کو بھی ایک خاص نام رکھ کر بیان کیا ہے لیکن احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی استعمال کی رُو سے عام ہے اور دابۃ الارض کو صحیح مسلم میں ایسے پیرایہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک طرف تو اس کو دجّال کی جسّاسہ ٹھہرا دیا گیا ہے اور اُسی کی رفیق اور اسی جزیرہ میں رہنے والی جہاں وہ ہے۔اور ایک طرف حرم مکہ معظّمہ میں صفا کے نیچے اس کو جگہ دے رکھی ہے گویا وہ اُس ارض مقدس کے نیچے ہے نہ دجّال کے پاس۔اور بیان کیا گیا ہے کہ اُسی میں سے اُس کا خروج ہوگا۔اس استعارہ سے یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ دابۃ الارض درحقیقت اسم جنس ایسے علماء کے لئے ہے جو ذوجہتین واقع ہیں۔ایک تعلق اُن کا دین اور حق سے ہے اور ایک تعلق اُن کا دنیا اور دجالیت سے۔اور آخری زمانہ میں ایسے مولویوں اور مُلّاؤں کا پیدا ہونا کئی جگہ بخاری میں لکھا ہے۔چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ حدیث خیر البریہ پڑھیں گے۔اور قرآن کی بھی تلاوت کرتے ہوں گے لیکن قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔سو یہ وہی زمانہ ہے انہیں لوگوں کی ملاقات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے اور فرمایا ہے فاعتزل تلک الفرق کلھا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتّٰی یدرکک الموت و انت علٰی ذالک صفحہ ۵۰۹ بخاری۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۹۳، ۵۹۴)

دابۃ الارض سے مراد طاعون :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دابۃ الارض کی دوسری تشریح طاعون کا کیڑا کی ہے جسے آپ نے واضح دلائل سے ثابت فرمایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابّۃ الارض جو ان آیات میں مذکور ہے جس کا **مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدا سے مقرر ہے**۔یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے **عالم کشف** میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ **طاعون کا کیڑا** ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابّۃ الارض رکھا کیونکہ زمین کے کیڑوں میں سے ہی یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اسی لئے

پہلے چوہوں پر اس کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صُورتوں میں ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ انسان کو ایسا ہی ہر ایک جانور کو یہ بیماری ہو سکتی ہے اسی لئے کشفی عالم میں اس کی مختلف شکلیں نظر آئیں۔ اور اس بیان پر کہ دابّۃ الارض درحقیقت **مادہ** طاعون کا نام ہے جس سے طاعون پیدا ہوتی ہے مفصلہ ذیل قرائن اور دلائل ہیں‘‘۔

(۱) اوّل یہ کہ دابّۃ الارض کے ساتھ عذاب کا ذکر کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ** یعنی جب اُن پر آسمانی نشانوں اور عقلی دلائل کے ساتھ حجت پوری ہو جائے گی تب دابّۃ الارض زمین میں سے نکالا جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ دابّۃ الارض عذاب کے موقعہ پر زمین سے نکالا جائے گا نہ یہ کہ یُوں ہی بیہودہ طور پر ظاہر ہوگا جس کا نہ کچھ نفع نہ نقصان۔ اور اگر کہو کہ طاعون تو ایک مرض ہے مگر دابّۃ الارض لغوی معنوں کے رُو سے ایک کیڑا ہونا چاہیے جو زمین میں سے نکلے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حال کی تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ طاعون کو پیدا کرنے والا وہی ایک کیڑا ہے جو زمین میں سے نکلتا ہے بلکہ ٹیکا لگانے کے لئے وہی کیڑے جمع کئے جاتے ہیں اور اُن کا عرق نکالا جاتا ہے اور خوردبین سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن کی شکل یُوں ہے (••) یعنی یہ شکل دو نقطہ۔ گویا آسمان پر بھی نشان کسوف خسوف دو کے رنگ میں ظاہر ہوا اور ایسا ہی زمین میں۔

(۲) دوسرا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے بعض مقامات بعض کی تفسیر ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں یہ مرکب لفظ آیا ہے۔ اس سے مُراد کیڑا لیا گیا ہے مثلاً یہ آیت......

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ یعنی ہم نے سلیمان پر جب موت کا حکم جاری کیا تو جنّات کو کسی نے اُن کے مرنے کا پتہ نہ دیا مگر گھُن کے کیڑے نے کہ جو سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا۔ سورۃ السبا الجز ونمبر ۲۲۔ اب دیکھو اس جگہ بھی ایک کیڑے کا نام دابّۃ الارض رکھا گیا بس اس سے زیادہ دابّۃ الارض کے اصلی معنوں کی دریافت کے لئے اور کیا شہادت ہوگی کہ خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابّۃ الارض کے معنے کیڑا کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف اس کے اور معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔

(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ آیت میں صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نشانوں کی تکذیب کے وقت میں کوئی **امام الوقت موجود** ہونا چاہئے کیونکہ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ کا فقرہ یہی چاہتا ہے کہ اتمام حجت کے بعد یہ عذاب ہو اور یہ تو متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خروج دابّۃ الارض آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ مسیح موعود ظاہر ہوگا تا کہ خدا کی حجت دنیا پر پُوری کرے۔ پس ایک منصف کو یہ بات جلد تر سمجھ آ سکتی ہے کہ جبکہ ایک شخص موجود ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور آسمان اور زمین میں بہت سے نشان اس کے ظاہر ہو چکے ہیں تو اب بلاشبہ دابّۃ الارض یہی طاعون ہے جس کا مسیح کے **زمانہ** میں ظاہر ہونا

ضروری تھا اور چونکہ **یاجوج ماجوج موجود** ہے اور **مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ** کی پیشگوئی تمام دنیا میں پوری ہو رہی ہے اور دجّالی فتنے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہیں اور پیشگوئی یترک القلاص فلا یُسعٰی **علیھا** بھی بخوبی ظاہر ہو چکی ہے اور شراب اور زنا اور جھوٹ کی بھی کثرت ہو گئی ہے اور مسلمانوں میں یہودیت کی فطرت بھی جوش مار رہی ہے تو صرف ایک بات باقی تھی جو دابّۃ الارض **زمین** میں سے **نکلے سووہ بھی** نکل آیا۔ اس **بات** پر جھگڑنا جہالت ہے کہ **حدیث** سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ **پھٹے گی اور دابۃ الارض وہاں سے سر نکالے گا** پھر تمام دنیا میں چکر مارے گا کیونکہ اکثر پیشگوئیوں پر **استعارات** کا رنگ غالب ہوتا ہے جب ایک بات کی حقیقت کھل جائے تو ایسے اوہام باطلہ کے ساتھ حقیقت کو چھوڑنا کمال جہالت ہے اسی عادت سے بدبخت یہودی قبول حق سے محروم رہ گئے۔

(۴) قرینہ چہارم دابّۃ الارض کے طاعون ہونے پر یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کسی وقت بعض مسلمان بھی وہ یہودی بن جائیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھے جو آخر کار طاعون وغیرہ بلاؤں سے ہلاک کئے گئے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ عادت ہے کہ جب ایک قوم کو کسی فعل سے منع کرتا ہے تو ضرور اس کی تقدیر میں یہ ہوتا ہے کہ بعض ان میں سے اس فعل کے ضرور مرتکب ہوں گے جیسا کہ اُس نے توریت میں یہودیوں کو منع کیا تھا کہ تم نے توریت اور دوسری خدا کی کتابوں کی تحریف نہ کرنا۔ سو آخر اُن میں سے بعض نے **تحریف** کی **مگر قرآن** میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم نے قرآن کی تحریف نہ کرنا بلکہ یہ کہا گیا **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ** سو سورۃ فاتحہ میں خدا نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی **اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ** ۔ اس جگہ احادیث صحیحہ کی رُو سے بکمال تواتر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ **المغضوب علیھم** سے مُراد بدکار اور فاسق یہودی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کو کافر قرار دیا اور قتل کے درپے رہے اور اُس کی سخت توہین و تحقیر کی اور جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت بھیجی جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے اور الضّآلین سے مراد عیسائیوں کا وہ گمراہ فرقہ ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھ لیا اور تثلیث کے قائل ہوئے اور خونِ مسیح پر **نجات** کا حصر رکھا اور ان کو زندہ خدا کے عرش پر بٹھا دیا۔ اب اس دُعا کا **مطلب** یہ ہے کہ خدایا ایسا فضل کر کہ ہم نہ تو وہ یہودی بن جائیں جنہوں نے مسیح کو کافر قرار دیا تھا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے تھے اور نہ ہم مسیح کو خدا قرار دیں اور **تثلیث** کے قائل ہوں۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ **آخری زمانہ** میں اسی اُمّت میں سے **مسیح موعود** آئے گا اور بعض یہودی صفت مسلمانوں میں سے اس **کو کافر** قرار دیں گے اور **قتل** کے درپے ہوں گے اور اس کی سخت **توہین** و تحقیر کریں گے اور نیز **جانتا** تھا کہ اس زمانہ میں تثلیث کا مذہب **ترقی** پر ہوگا اور بہت سے **بدقسمت** انسان

عیسائی ہو جائیں گے اِس لئے اُس نے مسلمانوں کو یہ دُعا سکھلائی اور اس دُعا میں **مَغضُوبِ عَلَیہِم** کا جو لفظ ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ وہ **لوگ** جو اسلامی **مسیح** کی مخالفت کریں گے وہ بھی خدا تعالیٰ کی **نظر** میں **مغضوب** علیہم ہوں گے جیسا کہ اسرائیلی **مسیح** کے مخالف مغضوب علیہم تھے اور حضرت مسیح خود انجیل میں اشارہ کرتے ہیں کہ میرے منکروں پر مُری یعنی طاعون پڑے گی اور بعد اس کے دُوسرے **عذاب** بھی نازل ہوں گے۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسیح اسلامی کی تائید میں بھی یہ باتیں ظہور میں آتیں۔ اور بھی **دلائل** اس بات پر بہت ہیں کہ یہی دابّۃ الارض جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے طاعون ہے اور بلاشبہ یہ زمینی بیماری ہے اور زمین میں سے ہی نکلتی ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۱۶ تا ۴۲۰)

حضور مزید لکھتے ہیں:۔

جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ وہ دابّۃ الارض یعنی طاعون کا کیڑا زمین میں سے نکلے گا اس میں یہی بھید ہے کہ تا وہ اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ وہ اُس وقت نکلے گا کہ جب مسلمان اور ان کے علماء زمین کی طرف جھک کر خود دابّۃ الارض بن جائیں گے۔ ہم اپنی بعض کتابوں میں یہ لکھ آئے ہیں کہ اس زمانہ کے ایسے مولوی اور سجادہ نشین جو متقی نہیں ہیں اور زمین کی طرف جھکے ہوئے ہیں یہ دابّۃ الارض ہیں اور اب ہم نے اِس رسالہ میں یہ لکھا ہے کہ دابّۃ الارض طاعون کا کیڑا ہے۔ ان دونوں بیانوں میں کوئی شخص تناقض نہ سمجھے۔ قرآن شریف **ذوالمعارف** ہے اور کئی وجوہ سے اس کے معنی ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد نہیں اور جس طرح قرآن شریف یک دفعہ نہیں اُترا اسی طرح اس کے معارف بھی **دلوں** پر یکدفعہ نہیں اُترتے۔ اسی بنا پر محققین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **معارف** بھی یکدفعہ آپ کو نہیں ملے بلکہ تدریجی طور پر آپ نے علمی ترقیات کا دائرہ پُورا کیا ہے۔ ایسا ہی مَیں ہوں جو بروزی طور پر آپ کی ذات کا مظہر ہوں۔ آنحضرت کی تدریجی ترقی میں سِرّ یہ تھا کہ آپ کی ترقی کا ذریعہ محض قرآن تھا پس جبکہ قرآن شریف کا **نزول تدریجی** تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **تکمیل معارف** بھی تدریجی تھی اور اسی قدم پر مسیح موعود ہے جو اِس وقت تم میں ظاہر ہوا۔ علم غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے جس قدر وہ دیتا ہے اُسی قدر ہم لیتے ہیں۔ پہلے اُسی نے غیب سے مجھے یہ فہم عطا کیا کہ ایسے سُست زندگی والے جو خدا اور اُس کے رسول پر ایمان تو لاتے ہیں مگر عملی حالت میں بہت کمزور ہیں یہ **لوگ** دابّۃ الارض ہیں یعنی **زمین کے کیڑے** ہیں آسمان سے ان کو کچھ حصہ نہیں۔ اور مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں یہ **لوگ** بہت ہو جائیں گے اور اپنے ہونٹوں سے اسلام کی **شہادت** دیں گے مگر ان کے دل تاریکی میں ہوں گے۔ یہ تو وہ معنی ہیں جو پہلے ہم نے شائع کئے اور یہ معنے بجائے خود صحیح اور درست ہیں۔ اب ایک اور معنے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس آیت کے متعلق

کھلے جن کو ابھی ہم نے بیان کر دیا ہے یعنی یہ کہ دابّۃ الارض سے مراد وہ کیڑا بھی ہے جو مقدر تھا جو مسیح موعود کے وقت میں زمین میں سے نکلے اور دنیا کو ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے تباہ کرے۔ یہ خوب یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسے یہ آیت دو معنوں پر مشتمل ہے ایسے ہی صدہا نمونے اسی قسم کے کلام الٰہی میں پائے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اُس کو معجزانہ کلام کہا جاتا ہے جو ایک ایک آیت دس دس پہلو پر مشتمل ہوتی ہے اور وہ تمام پہلو صحیح ہوتے ہیں بلکہ قرآن شریف کے حروف اور اُن کے اعداد بھی معارف مخفیہ سے خالی نہیں ہوتے۔ (نزول المسیح۔ روحانی خزائن صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲)

جب قرب قیامت ہوگا ہم زمین میں سے ایک کیڑا نکالیں گے جو لوگوں کو کاٹے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہمارے نشانوں کو قبول نہیں کیا۔ یہ دونوں آیتیں قرآن شریف میں موجود ہیں اور یہ صریح طور پر طاعون کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کیونکہ طاعون بھی ایک کیڑا ہے اگرچہ پہلے طبیبوں نے اس کیڑے پر اطلاع نہیں پائی لیکن خدا جو عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ طاعون کی جڑھ اصل میں کیڑا ہی ہے جو زمین میں سے نکلتا ہے اس لئے اس کا نام اُس نے دآبّۃ الارض رکھا یعنی زمین کا کیڑا۔ (لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۴)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ فرماتا ہے ..... کہ جب قرب قیامت ہوگا ہم زمین میں سے ایک کیڑا نکالیں گے جو لوگوں کو کاٹے گا۔ اسلئے کہ انہوں نے ہمارے نشانوں کو قبول نہیں کیا ..... اور یہ صریح طور پر طاعون کے متعلق پیشگوئی ہے کیونکہ طاعون بھی ایک کیڑا ہے اگرچہ پہلے طبیبوں نے اس کیڑے پر اطلاع نہیں پائی لیکن خدا جو عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ طاعون کی جڑ اصل میں کیڑا ہی ہے جو زمین میں سے نکلتا ہے۔ اسلئے اسکا نام دابۃ الارض رکھا، یعنی زمین کا کیڑا۔ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ 49)

''جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے دنیا پر عذاب آ گیا بلکہ پرند چرند وغیرہ بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔ غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اس کو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان کرتی ہیں اور قرآن شریف بھی یہی فرماتا ہے ......'' ﴿حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 164-167﴾

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں

حضرت ڈاکٹر فیض قادر صاحب کی بیعت کا حیرت انگیز واقعہ

﴿ مکرم احمد طاہر مرزا صاحب ﴾

مئی 1934ء کا ذکر ہے خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مقدمہ بہاولپور میں مصروف کار تھے کہ اس دوران اخبار الحکم قادیان کا وہ معروف سیرت نمبر نکلا جس کی افادیت ختم نہیں ہو سکتی۔ اس خاص شمارہ میں مصروفیت کی بنا پر حضرت مولانا شمس صاحب کچھ زیادہ نہ لکھ سکے مگر جو لکھا خوب لکھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر رفیق کی آپ بیتی بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے" سپرد قلم کی جو نہایت دلچسپ اور ایمان افروز ہے کہ کس طرح اللہ اپنے بندوں کی خود ہی حفاظت فرماتا ہے اور دشمنوں کے منصوبے خاک میں ملا کر رکھ دیتا ہے۔ اور اپنے پیاروں میں ایسا انفاخ قدسیہ کرتا ہے کہ ان کی نظر التفات کی برکت سے ہی ناگاہ مُردوں کی زندہ وار نبض چلنے لگتی ہے۔ حضرت ڈاکٹر فیض قادر صاحب بیعت سے قبل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شدید مخالف تھے۔ صرف مصافحہ کرنے سے ان کی ہستی پر عظیم الشان انقلاب آ گیا۔ آیئے دیکھتے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس تحریر کرتے ہیں:۔

اخبار الحکم کے خاص نمبر کیلئے مضمون لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر مقدمہ تنسیخ نکاح کے سلسلہ میں مجھے بہاولپور آنا پڑا اور مقدمہ کی مصروفیت کی وجہ سے اس وقت تک نہ لکھ سکا۔ مگر آج الحکم مورخہ 9 مئی 1934ء کو دیکھ کر پھر لکھنے کی خواہش ہوئی۔ مضمون سوچنے لگا تو معاً دل میں آیا کہ ڈاکٹر فیض قادر صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے (رفیق) ہیں، ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح کے متعلق کچھ دریافت کریں۔ چنانچہ انہوں نے میری درخواست پر کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی واقعہ سنائیں اپنے احمدی ہونے کا واقعہ سنایا اور یہ واقعہ اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات بھی آپ کی صداقت کی دلیل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات سے تیس سال پہلے یہ خبر دی تھی کہ تیری عمر اسی برس یا چار پانچ کم یا چار پانچ سال زیادہ ہوگی اور فرمایا کہ اگر تیری لوگ حفاظت نہ بھی کریں تو بھی خدا تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا اور وہ تجھے قتل نہ کر سکیں گے اور صاف طور پر یہ وعدہ دیا گیا کہ اِنّی مُتَوَفِّیک کہ میں تجھے طبعی موت دوں گا اور دنیا کی کوئی طاقت تجھے قتل نہیں کر سکے گی۔ چنانچہ دشمنوں نے آپ کے قتل کے منصوبے کئے لیکن ان کی تمام تدبیریں اور

تمام حیلے بیکار ثابت ہوئے اور 26 مئی 1908ء کو خدا تعالیٰ کا کلام پورا ہوگیا جس کا آپ کو خدا تعالیٰ وعدہ دیا تھا۔ کہ میں لوگوں سے تیری حفاظت کروں گا اور تجھے کوئی قتل نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب میں ڈاکٹر فیض قادر صاحب کی بیعت کا واقعہ درج کرتا ہوں جو انہوں نے مجھے آج بتاریخ 9 مئی 1934ء بمقام بہاولپور مجھے سنایا اور وہ یہ ہے:۔

''میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعہ قتل لیکھرام کے بعد (1897ء) میں موضع کالواں میں بحیثیت ویٹرنری اسسٹنٹ محمد بخش تھانیدار کے ہمراہ ایک کیس کی تحقیق کیلئے گیا اور وہ کیس یہ تھا کہ خاکروبوں نے بعض مویشیوں کو زہر دے دیا تھا۔ وہاں اتوار کے روز جب کہ برلب سڑک ایک درخت کے نیچے ان مویشیوں کا علاج کر رہا تھا۔ دیکھا چند یکے جن میں لاہور وامرتسر کے بعض ہندو وکلاء اور بٹالہ کے مہاجن اور رئیس بیٹھے ہوئے تھے گزرے۔ میں نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ لوگ محمد بخش تھانیدار کے پاس سفارش کرنے کیلئے آئے ہیں۔ لیکن جب شام کو کالواں کا نمبردار میرے پاس آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ یکے آپ کے گاؤں میں آئے اور چند گھنٹے ٹھہر کر واپس چلے گئے۔ یہ کیوں آئے تھے؟ اس نے بات کو ٹالنا چاہا اور کہا کہ کوئی بات نہیں۔ آخر میرے اصرار پر اس نے کہا ''ایہہ جو مرزا قادیاں والا ہے اہدے واسطے آئے سی''۔ جو قادیان کا مرزا ہے اس کے واسطے آئے تھے اور کہتے تھے کہ بقر عید کے دن اسے قتل کردو اور پندرہ ہزار روپیہ جس شخص کے پاس بٹالہ میں چاہو رکھ دیتے ہیں۔ میں نے کہا پھر کیا بات طے ہوئی۔ تو اس نے کہا کہ دیکھا جائے گا۔ میں نے کہا کہ تم مرلہ مرلہ زمین اور ایک کھرلی کے واسطے خون کردیتے ہو۔ تم مرزا کو کیوں قتل نہیں کردیتے۔ کیونکہ اس نے فتنہ پھیلایا ہوا ہے۔ اس نے کہا تم بھی اس کے برخلاف ہو؟ میں نے کہا ہاں میں بہت بُرا جانتا ہوں۔

''بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی''

اس واقعہ کے ڈیڑھ ماہ کے بعد بٹالہ میں نائب تحصیلدار نے مجھے ایک سبز اشتہار دے کر کہا کہ اسے پڑھو۔ میں نے پڑھا۔ اس اشتہار کا عنوان تھا۔ ''بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی''۔ مرزا بقر عید کے دن قتل کیا جائے گا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کالواں والوں سے ضرور سمجھوتا ہوگیا ہے۔ میں نے غلام مصطفیٰ بٹالوی کپوری دروازہ والے سے اس امر کا ذکر کیا اور کہا کہ بقر عید قادیان میں پڑھیں گے اور تماشا دیکھیں گے چاہے نماز ہو یا نہ ہو۔ اس نے کہا آپ کے پاس تو گھوڑی ہے لیکن میرے پاس گھوڑی نہیں۔ میں نے اسے گرداور کی گھوڑی لے دی اور عید کے روز قادیان پہنچ گئے۔ لوگ قادیان کی مشرقی جانب پل کے پاس بڑ کے درخت کے نیچے (جس کے قریب اب عورتوں کا جلسہ گاہ ہے) جمع ہو رہے تھے۔ ہم گھوڑیاں باندھ کر وہاں بیٹھ گئے۔

ہمارے ساتھ مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین تھے۔ میں لوگوں کی طرف دیکھتا تھا۔ کہ کیا کوئی سکھ مارنے کیلئے

بھی آیا ہے۔ ایک بیس برس کی عمر کا سکھ نوجوان جس کے ہاتھ میں پیتل چڑھی ہوئی لاٹھی تھی اور بدن پر تیل ملا ہوا تھا نظر آیا۔ تو میں نے خیال کیا شاید یہ شخص اس کے ساتھ چھری لگا کر مارے گا۔ مولوی نورالدین صاحب (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول) نے نماز پڑھائی۔ میں سجدے میں اٹھ اٹھ کر دیکھتا تھا کہ شاید اب کوئی مارتا ہے مگر کسی نے نہ مارا۔ مولوی نورالدین صاحب نے سجدہ ذرا لمبا کیا۔ تو مرزا امام الدین سجدہ میں ہی بول پڑا کہ سجدہ بہت لمبا کر دیا ہے۔ مولوی نورالدین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ جب حضرت صاحب واپس جانے لگے تو میری طرف سے گزرے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص بزرگ ہے اس کے ساتھ مصافحہ کرنا چاہئے۔ میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تو مجھے ایسی خوشی ہوئی جو اب تک پھر کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا چاند دو ٹکڑے ہو کر میرے سینے میں آ گیا ہے اور اسے منور کر دیا ہے۔ میں مبہوت سا ہو کر وہیں کھڑا رہ گیا۔ جب ربودگی کی حالت مجھ سے دور ہوئی تو اس وقت لوگ وہاں سے جا چکے تھے۔ میں گھوڑی کھول رہا تھا کہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب آئے اور دریافت کیا کہ فیض تادر تم ہی ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ شاید تم مرزا صاحب کا کھانا نہیں کھاؤ گے۔ (کیونکہ انہیں میری مخالفت کا علم تھا) اس لئے آپ کھانا میرے ساتھ آ کر کھائیں۔ کھانے کے بعد مولوی غلام مصطفیٰ صاحب نے کہا کہ ہم چلے تو جائیں گے اور کل جا کر قربانی کر لیں گے۔ آج جمعہ کی نماز بھی پڑھتے جائیں۔ سنا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب بہت اچھا قرآن پڑھتے ہیں۔

میں نے کہا اچھا۔ جمعہ کیلئے بڑی (بیت الذکر) میں گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کچھ پہلے تشریف لے آئے۔ شاید مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کیا کہ لاہور سے بعض لوگ بیعت کرنے کیلئے آئے ہیں اور وہ آج ہی واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نماز کے بعد بیعت لیں گے۔ مولوی صاحب کے قرآن پڑھنے کا بڑا اثر ہوا۔ جب جمعہ کے بعد حضرت صاحب بیعت لینے لگے۔ میں تیسری یا چوتھی صف میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ آواز آئی کہ تم بیعت کیلئے ہاتھ پکڑو۔ میں نے لاحول پڑھی۔ پھر آواز آئی۔ میں نے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ لیکن تیسری بار بہت زور سے آئی تو میں نے ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی اور میرے ساتھی نے بھی۔

جب بیعت کر چکے تو حافظ عبدالرحمٰن صاحب حضرت صاحب کے پاس گئے اور عرض کیا کہ بٹالہ میں جو بہت شور کرتا تھا۔ اس نے بھی آج بیعت کر لی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کہاں کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا۔ فیض اللہ چک کے۔ حضور نے فرمایا رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔ جب ہم رات کو کھانے کیلئے بیٹھے تو میں روتا تھا اور اس قدر رویا کہ میرا کرتا بھی آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ حضرت صاحب بار بار دیکھتے اور فرماتے ڈاکٹر صاحب کیوں روتے ہو۔ میں نے کہا حضور میں آپ کے حق میں گستاخی سے سخت کلمات استعمال کرتا رہا ہوں۔ آپ

نے مسکرا فرمایا وہ تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے۔ کیا آپ نے میرے ہاتھ پر بیعت کے وقت تین مرتبہ استغفار نہیں پڑھا؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا تو خدا نے معاف کر دیئے۔

میں نے عرض کیا خدا نے اپنے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ جو میں نے آپ کے گناہ کئے تھے وہ بھی آپ معاف کریں۔ تو آپ نے ہنس کر فرمایا کہ ہم نے معاف کر دیئے۔ پھر میں نے حضرت صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب صبح کو بٹالہ پہنچے تو وہاں شور پڑ گیا، میں نے غلام مصطفےٰ سے بیعت کا سبب دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم ہاتھ لے کر خطبہ میں مرزا صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ منجانب اللہ ہے۔ تو جب ہماری نماز روزہ قبلہ وغیرہ ایک ہی ہے اور کوئی مخالفت نہیں تو پھر کیوں نہ مانیں۔ اگر خدا کی طرف سے ہے تو ہماری نمازوں وغیرہ کی پرسش نہیں ہوگی۔ اگر خدا کی طرف سے نہیں تو اس کا وبال اس پر ہوگا۔ ہم تو نماز وغیرہ وہی پڑھتے ہیں۔ جو (دین حق) نے بتائی ہے۔ میں نے کہا میری مثال تو ایسی ہے۔ آگ لینے کو گئے اور پیغمبر بن گئے۔ میں قتل دیکھنے کیلئے گیا اور آپ اس کے ہاتھ پر بیعت ہو کر چلا آیا ہوں۔ میں تو اب اس کی منادی کروں گا۔ پھر تمام مقدمات میں حضرت صاحب کے ساتھ رہا اور حتی الامکان میں نے ان تمام مقدمات میں جو آپ پر کئے گئے، خدمت کی۔''

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ہندو و آریہ لوگ بھی کیسے کیسے حیلے اور منصوبے آپ کے قتل کے لئے سوچتے رہے مگر آخر کار ان کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور آپ نے اپنے الہامات کے مطابق 26 مئی 1908ء کو طبعی طور پر وفات پائی۔

(الحکم قادیان 28/21 مئی 1934ء ص 14)

''اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔
یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی
اِسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپؐ کی پیروی کمالات
نبوّت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔
اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اَور نبی کو نہیں ملی۔''

﴿حقیقۃ الوحی صفحہ 97 حاشیہ﴾

لغویات سے اجتناب

﴿مکرم رانا غلام مصطفیٰ منصور صاحب کراچی﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

''اور وہ لغو سے اعراض کرنے والے ہیں۔'' (المومنون:4) اَللَّغْو کے معنے ہیں، ہر ایسا کلام یا فعل جو کسی توجہ کے قابل نہ ہو (اقرب) ہر بُری اور ناپسندیدہ بات کو بھی لغو کہتے ہیں (مفردات) پھر اَللَّغْو کے معنے لکھے ہیں بے ہودہ کلام وغیرہ۔ کُتّے کی آواز (المنجد)۔ حضرت اقدس مسیح موعود اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''مومن وہ ہیں جو لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں اور لغو تعلقات سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 197)

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اس میں حکمت یہی ہے کہ لغویات سے منہ پھیرنے میں صرف ترکِ شر ہے اور شر بھی ایسی جس کی زندگی اور بقاء کے لئے کچھ ضرورت نہیں اور نفس پر اس کے ترک کرنے میں کوئی مشکل نہیں۔ (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 204)

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے لغویات سے پرہیز کے بارہ میں نہایت مفید اور جامع ہدایات ارشاد فرمائی ہیں:۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسانوں کے مسلمان ہونے کا حسن اس بات میں ہے کہ وہ تمام لایعنی اور غیر متعلق باتوں کو ترک کردے۔ (ترمذی ابواب الزھد باب فیمن تکلم)

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک صحابیؓ کی وفات ہوئی تو ایک شخص نے اسے جنتی قرار دے دیا۔ رسول کریم ﷺ نے یہ بات سُن کر فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ شاید اس نے کوئی فضول بات کی ہو۔ یا کسی ایسی چیز کے خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا ہو جسے خرچ کرنے سے اس کا کوئی نقصان نہیں تھا۔'' (ترمذی ابواب الزھد)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ایسی بات کرتے ہیں جس میں ان کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے انہیں ستر سال کی مسافت تک دوزخ میں پھینک دیتا ہے۔'' (ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء من تکلم بالکلمۃ)

حضرت بہز بن حکیمؓ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلاکت

ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے کوئی جھوٹی بات کرتا ہے اور جسے سُن کر لوگ ہنستے ہیں۔اس کے لئے بربادی ہے۔اس کے لئے ہلاکت ہے۔ (ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء من تکلم بالکلمۃ)

حضرت بلال بن حارث مزنیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض دفعہ کوئی شخص تم میں سے کوئی شخص ایسی بات کرتا ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ خوش ہوتا ہے۔اور وہ ایسے مرتبے پر پہنچتی ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس شخص سے اس دن تک کے لئے رضامندی لکھ دیتا ہے جس دن وہ ان سے ملاقات کرے گا اور تم میں سے ایسی بات کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔اور وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس بات کا وبال کتنا زیادہ ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت تک کے لئے اس سے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔(ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی قلۃ الکلام)

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپؐ نے فرمایا اپنی زبان پر قابو رکھو۔اور تیرا گھر تیرے لئے وسیع رہے۔یعنی قناعت اور شکر اختیار کرو۔اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاتے رہو۔ (ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی حفظ اللسان)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''پس خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ اس کے یہی معنے ہیں کہ مومن وہی ہیں جو لغو تعلقات سے اپنے تئیں الگ کرتے ہیں اور لغو تعلقات سے اپنے تئیں الگ کرنا خدا تعالیٰ کے تعلق کا موجب ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۱۹۹)

''لغو تعلقات سے الگ ہونا خدا تعالیٰ کے تعلق کا اس لئے موجب ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں آیات میں اَفْلَحَ کے لفظ کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی طلب میں کوئی کام کرے گا وہ بقدر محنت کشی اور بقدر اپنی سعی کے خدا کو پائے گا۔اور اس سے تعلق پیدا کرلے گا۔پس جو شخص خدا کا تعلق حاصل کرنے کے لئے لغو کام چھوڑتا ہے اس کو اس وعدہ کے موافق جو لفظ افلح میں ہے ایک خفیف سا تعلق خدا تعالیٰ سے ہوجاتا ہے۔کیونکہ جو اس نے کام کیا ہے وہ بھی بڑا بھاری کام نہیں صرف ایک خفیف تعلق کو جو اس کو لغویات سے تھا چھوڑ دیا ہے''۔(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۱۹۹،۲۰۰ حاشیہ)

''وہ مومن ہیں کہ جو باوجود خشوع اور سوز و گداز کے تمام لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو تعلقوں سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں اور اپنی خشوع کی حالت کو بیہودہ کاموں اور لغو باتوں کے ساتھ ملا کر ضائع اور برباد ہونے نہیں دیتے اور طبعاً تمام لغویات سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور بیہودہ باتوں اور بیہودہ کاموں سے ایک کراہت اُن کے دلوں میں پیدا ہوجاتی ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہوتی ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق ہوگیا ہے کیونکہ ایک طرف سے انسان تب ہی منہ پھیرتا ہے جب دوسری طرف

اس کا تعلق ہو جاتا ہے۔ پس دنیا کی لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو سیر وتماشا اور لغو صحبتوں سے واقعی طور پر اُسی وقت انسان کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے جب دل کا خدائے رحیم سے تعلق ہو جائے اور دل پر اس کی عظمت اور ہیبت غالب آجائے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

”اللّغو کُل باطل کُل معاصی لغو میں داخل ہیں۔ تاش، گنجفہ، چوسر سب ممنوع ہیں۔ گپیں ہانکنا، نکتہ چینیاں وغیرھا“۔

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 171)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

’’اللہ تعالیٰ.....فرماتا ہے کہ مومن کامیاب ہو گئے۔ جو اوّل اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں اور پھر اس سے ترقی کر کے وہ اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ ہر قسم کی فضول اور بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرنے لگ جاتے ہیں ۔یعنی وہ ان تمام کاموں سے اجتناب اختیار کرتے ہیں۔ جن کا کوئی عقلی فائدہ نظر نہ آتا ہو۔ مثال کے طور پر شطرنج ہے، تاش ہے یا اور اس قسم کی کھیلیں ہیں جن سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ (دین حق) ہر مومن کو یہ ہدایت دیتا ہے وہ اس قسم کے لغو کاموں سے بچے اور شطرنج یا تاش یا اس قسم کی دوسری کھیلوں میں حصہ لے کر اپنے وقت کو ضائع نہ کرے۔ ہاں وہ ورزش سے نہیں روکتا کیونکہ یہ انسان کے اندر جرأت اور بہادری اور طاقت پیدا کرتی ہے یا مثلاً مجالس میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا ہے۔ یہ بھی لغو ہے یا مثلاً بیکار زندگی بسر کرنا یہ بھی لغو ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ سارا دن بیکار بیٹھے دوستوں کی مجلس میں گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ وہ اپنے اوقات کا کس بے دردی کے ساتھ خون کر رہے ہیں (دین حق) اس قسم کے کاموں کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ وہ فرماتا ہے لغو کاموں سے بچتے اور احتراز کرتے ہیں وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے اور کوئی ایسا کام ان کو نہیں کرنا چاہیے۔ جن کا کوئی عقلی فائدہ نہ ہو۔ اور جس سے زندگی بے کار ہو جاتی ہو‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 124-125)

لغویات میں سے ایک انتہائی لغو فعل ناچ اور گانے بجانے کی محفلوں میں شامل ہونا ہے جس کی جدید شکل آج کل ٹی وی اور انٹرنیٹ پر مل جاتی ہے جس میں شامل ہو کر انسان اپنے قیمتی وقت اور خداداد صلاحیتوں کو ضائع کر رہا ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ان لغویات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔’’رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ گانا بجانا اور باجے وغیرہ یہ سب شیطان کے ہتھیار ہیں جن سے وہ لوگوں کو بہکاتا ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اللہ

تعالیٰ کی اس واضح ہدایت کو بھلا دیا۔ اور وہ اپنی طاقت کے زمانہ میں رنگ رلیوں میں مشغول ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر انہیں اپنی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ خلافت عباسیہ تباہ ہوئی تو محض گانے بجانے کی وجہ سے۔ ہلاکو خان اپنے لاؤلشکر کے ساتھ منزلوں پہ منزلیں طے کرتا ہوا بغداد کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا اور معتصم باللہ ناچ گانے میں مشغول تھا اور بار بار کہتا تھا کہ تم گانے والیوں کو بلاؤ۔ بغداد پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا۔ جو حملہ کرے گا وہ خود تباہ ہو جائے گا۔ لیکن ہلاکو خان نے پہنچتے ہی سب سے پہلے بادشاہ کو قتل کروایا پھر اس کے ولی عہد کو قتل کیا اور پھر بغداد پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور اٹھارہ لاکھ آدمی قتل کر دیئے۔

اسی طرح مغلیہ حکومت کی تباہی بھی گانے بجانے کی وجہ سے ہی ہوئی۔ محمد شاہ رنگیلے کو رنگیلا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ گانے بجانے کا بہت شوقین تھا۔ بہادر شاہ جو ہندوستان کا آخری مغل بادشاہ تھا وہ بھی اسی گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوا انگریزوں کی فوجیں کلکتہ سے بڑھ رہی تھیں الہ آباد سے بڑھ رہی تھیں، کانپور سے بڑھ رہی تھیں۔ میرٹھ سے بڑھ رہی تھیں۔ سہارنپور سے بڑھ رہی تھیں اور بادشاہ کے دربار میں گانا بجانا ہو رہا تھا۔ آخر انگریزوں نے اس کے بارہ بیٹوں کے سر کاٹ کر اور خوان میں لگا کر اس کی طرف بھیجے اور کہا کہ یہ آپ کا تحفہ ہے۔ اندلس کی حکومت بھی گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی مصر کی حکومت بھی گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی۔ مصر پر صلاح الدین ایوبی نے حملہ کیا تو فاطمی بادشاہ اس وقت گانے بجانے میں ہی مشغول تھا۔ مگر اتنی بڑی تباہی دیکھنے کے باوجود مسلمانوں کو اب بھی یہی شوق ہے کہ سینما دیکھیں اور گانا بجانا سُنیں اور وہ اپنی تاریخ سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآن کریم نے والذین لا یشھدون الزور میں بتا دیا ہے کہ اگر مسلمان عباد الرحمان بننا چاہتے ہیں تو ان کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ گانے بجانے کی مجالس کو ترک کریں اور خدائے واحد سے لو لگائیں اگر وہ ایسا کریں گے تو کامیاب ہو جائیں گے اور نہیں کریں گے تو اس کے تباہ کن نتائج سے وہ محفوظ نہیں رہ سکیں گے"۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ: 585-586)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

"لغو سے بچنا، کوئی ایسی بات نہ کرنا، کوئی ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالنا کوئی ایسا کلام نہ سُننا، ایسے اعمال بجا نہ لانا جو لغو ہوں۔ لغو کے معنے یہ ہیں کہ بے مقصد ہو اور بے فائدہ ہو اور نجس ہو اور گندہ ہو اور قبیح ہو تو اس چھوٹے سے فقرے میں ان اخلاق کی بنیادی بات ہمیں بتائی گئی۔ جن کا تعلق "نہ کرنے" کے ساتھ تھا۔ ہر وہ بات، ہر وہ فعل جس کا کوئی نتیجہ ہماری زندگی میں خوشکن نہیں نکلتا۔ وہ لغو میں شامل ہو جاتا ہے۔ قبیح باتیں قبیح اعمال جو ہیں ان کا تعلق لغو کے ساتھ ہے"۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ انسان کو "کچھ کرنے" کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔نہ کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔اس واسطے اچھے اخلاق کی بنیاد اس بات پر رکھی کہ ایک مومن......احمدی کے اوقات ضائع نہ کئے جائیں گے۔ایسی باتیں کرنا جن کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ گپیں لگانا۔وقت ضائع کرنا یہ تمام چیزیں لغو کے اندر آجاتی ہیں"۔　　(خطبات ناصر جلد 5 ص 455-456)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

"دوسرا حصہ جو وقت کے ضیاع کا ہے اس وقت کی سب سے بڑی لعنت ٹیلی ویژن ہے۔ٹیلی ویژن میں اتنا وقت ضائع ہوتا ہے کہ اگر ضائع ہونے والے وقت کا اندازہ کریں تو آپ حیران ہو جائیں گے..........ٹیلی ویژن ایک دلچسپ چیز ہے۔یعنی دلچسپ ہو سکتی ہے۔کئی پہلوؤں سے اس میں علمی پروگرام بھی ہوتے ہیں۔اس میں کہانیاں بھی ہوتی ہیں جو معصوم ہوں۔کارٹون بھی ہوتے ہیں بچوں کے لئے اور تحقیقاتی مضامین بھی ہوتے ہیں، سیاسی مباحث بھی ہوتے ہیں۔لیکن بالعموم ان سارے پروگراموں کا رجحان اسی فلسفۂ حیات کی طرف ہے جس کا ذکر قرآن نے اس آیت میں فرمایا ہے یعنی جو سنجیدہ باتیں کرتے بھی ہیں وہ بھی اس احتیاط کے ساتھ کہ لوگ بور نہ ہو جائیں اس لئے اس سے پہلے بھی گندہ پروگرام رکھیں گے، فضول، اس کے بعد بھی رکھیں گے۔بیچ میں اشتہاری گندے کر دیں گے اور کچھ نہیں تو عمومی تأثر جو ٹیلی ویژن کا پڑتا ہے۔وہ یہ ہے کہ بچے دن بدن زیادہ پابندیوں اور ذمہ داریوں سے آزاد ہوتے چلے جاتے ہیں۔بہت سے ایسے جرائم ہیں جو ان سوسائٹیوں میں بڑھ رہے ہیں جو براہ راست ٹیلی ویژن سے سیکھے جا سکتے ہیں خاص ادائیں ہیں بدمعاشوں کے چلنے کی اور معصوم بچہ جب اس قسم کی اداؤں کو دیکھتا ہے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ صحیح فیصلہ کرے کہ ہیرو کون ہے۔مجھے وہ بننا چاہئے۔یا ولن بننا چاہئے...."　　(خطبات طاہر جلد 5 ص 860-861)

اس دجالی فتنہ کے سامنے بااختیار ممالک کے سربراہ بھی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں۔اس بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

"چند سال ہوئے غالباً پریذیڈنٹ نکسن جو سابق پریذیڈنٹ تھے۔ان کی کتاب تھی جس کا میں نے مطالعہ کیا۔انہوں نے اپنے Presidency کے حالات اور بہت سی باتیں اور متعلقہ لکھی تھیں۔اس میں وہ ضمناً ذکر کرتے ہیں کہ پولیٹکس اب ہمارے ہاتھ سے نکل کر ان لوگوں کے ہاتھوں میں جا رہی ہے جن کے ہاتھ میں ایسی دولتیں ہیں جن کے ذریعے وہ ٹیلی ویژن پر کنٹرول کر رہے ہیں یعنی دولتوں کے مختلف مصارف ہیں ان میں سے ایک باشعور مصرف یہ ہے کہ ٹیلی ویژن اور میڈیا پر قبضہ کیا جائے۔اور وہ لوگ اکثر یہود ہیں اور ان کی جو کتابیں بعض پرانی شائع ہوئی ہیں۔ان سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ صدی کے آخر پر ہی انہوں نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ دنیا کو اس طرح عیش و عشرت اور لہو و لعب میں مصروف کر دینا

ہے اور ایسی نئی نئی ایجادات کرتی ہیں ان کے لئے لذت طلبی کی کہ وہ جو کچھ کمائیں ساری نعمتیں ان کی عیش وعشرت پر خرچ ہوں۔ اور وہ روپیہ پھر واپس لوٹ کر ہمارے پاس آتا چلا جائے۔ ان کے خیالات کو رخ دینا۔ ان کی زندگی کے رخ کو خاص سمتوں میں پھیرنا ان باتوں کا اب ٹیلی وژن کا بڑا بھاری اثر ہو چکا ہے۔ (خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 864,863)

دجال کی ان چالوں سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود نے ایک احمدی سے توقع رکھی ہے کہ ہر قسم کے جھوٹ، زنا، بدنظری، لڑائی، جھگڑا، ظلم، خیانت، فساد، بغاوت سے ہر صورت میں بچنا ہے۔ ہر وقت اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ میں ان برائیوں سے بچ رہا ہوں؟ بعض لوگ ان باتوں کو چھوٹی اور معمولی چیز سمجھتے ہیں.... یہ برائیاں آج کل میڈیا کی وجہ سے عام ہوگئی ہیں۔ گھروں میں ٹیلی وژن کے ذریعہ یا انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ایسی ایسی بیہودہ اور لچر فلمیں اور پروگرام وغیرہ دکھائے جاتے ہیں۔ جو انسان کو برائیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوان لڑکے لڑکیاں بعض احمدی گھرانے بھی اس برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں پہلے تو روشن خیالی کے نام پر ان فلموں کو دیکھا جاتا ہے۔ پھر بعض بدقسمت گھر عملاً ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو یہ جو زنا ہے۔ یہ دماغ کا اور آنکھ کا زنا بھی ہوتا ہے۔ اور پھر یہی زنا بڑھتے بڑھتے حقیقی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ماں باپ شروع میں احتیاط نہیں کرتے اور جب پانی سر سے اُونچا ہو جاتا ہے تو پھر افسوس کرتے اور روتے ہیں کہ ہماری نسل بگڑ گئی۔ ہماری اولادیں برباد ہوگئی ہیں۔ اس لئے چاہیے کہ پہلے نظر رکھیں۔ بیہودہ پروگراموں کے دوران بچوں کو ٹی وی کے سامنے نہ بیٹھنے دیں اور انٹرنیٹ پر بھی نظر رکھیں.... خاص طور پر گھر کے جو نگران ہیں یعنی مرد ان کا سب سے زیادہ یہ فرض ہے اور ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو اس آگ میں گرنے سے بچائیں۔ جس آگ کے عذاب سے خدا تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے بڑوں کو بچایا ہے اور اپنے فضل سے زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ دنیا خاص طور پر یہ دوسرے مسلمان شدید بے چینی میں مبتلا ہیں کہ ان کو کوئی ایسی لیڈرشپ ملے جو ان کی رہنمائی کرے لیکن آپ پر اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا ہوا ہے کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آ کر رہنمائی مل رہی ہے۔ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے سے نیکیوں پر قائم رہنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے یہ سب فضل تقاضا کرتے ہیں کہ توجہ دلانے پر ہر برائی سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں نیکیوں پر خود بھی قدم ماریں اور اولاد کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2010 الفضل انٹرنیشنل 14 مئی تا 20 مئی 2010ء)

جنرل (ر)ناصر احمد چوھدری صاحب

﴿مکرم کرنل (ر) انتصار احمد مہار صاحب﴾

شہید سانحہ لاہور 28 مئی 2010ء جنرل (ر) ناصر احمد چوہدری صاحب رشتہ میں خاکسار کے کزن تھے۔ میری والدہ اور جنرل صاحب کی والدہ کا تعلق دولت پور (پٹھان کوٹ) کی ونیس فیملی سے تھا۔ دونوں کزن تھیں۔ پاکستان بننے سے پہلے جنرل صاحب جڑانوالہ تحصیل میں چک نمبر 644 گ۔ب میں آباد ہو چکے تھے۔ جہاں آپکو اپنے والد صاحب کی شہادت کے بعد رقبہ الاٹ ہوا تھا۔ محترمہ خالہ جان نے اپنے تمام عزیزوں کو دولت پور سے وہاں بلا لیا۔ خاکسار کی والدہ کو بھی اپنے والد کی زمین اسی گاؤں میں ملی۔ چنانچہ میری والدہ اور محترمہ خالہ جان مرحومہ نے کافی وقت بہنوں کی طرح گزارہ۔ والدہ صاحبہ گاؤں میں رہتی تھیں۔ ہم ضلع سیالکوٹ میں بدوملہی کے مقام پر سب بہن بھائی تعلیم کی خاطر مقیم تھے۔ چھٹیوں میں ہم گاؤں جاتے تو کئی دفعہ محترم جنرل صاحب بھی وہاں تشریف لاتے تو ملاقات ہو جاتی۔ وہ زمانہ تو جھجک اور نہایت ادب واحترام کا تھا کیونکہ فوج کے کرنل میجر کا دبدبہ اور مقام ان دنوں کچھ اور ہی تھا۔ لیکن شہید مرحوم ہمیشہ ہی بے حد پیار اور عزت اور شفقت سے ملتے۔ پڑھائی کے متعلق پوچھتے اور بہت ہی قیمتی نصائح سے نوازتے۔

خاکسار بھی فوج میں سروس پوری کرنے کے بعد ریٹائرمنٹ کے بعد لاہور میں Settle ہو گیا۔ محترم شہید سے ملاقات ہوتی جو کہ ماڈل ٹاؤن حلقہ کے صدر تھے۔ بعد میں ضلع کے سیکرٹری اصلاح وارشاد رہے۔ اسی دوران جنرل صاحب سے قریبی طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ جس سے آپکی شخصیت کے بے شمار پہلو نمایاں طور پر سامنے آئے۔ خاکسار کو دو حلقوں کا نگران اصلاح وارشاد مقرر کر دیا گیا۔ ماہانہ میٹنگز جو کہ جنرل صاحب شہید کی صدارت میں ہوتی تھیں شامل ہونے کا موقع ملتا۔ پھر ایک دن جب کہ خاکسار پرائیویٹ سروس سے ریٹائر ہوا تو فون پر ارشاد ہوا کہ فارغ ہو؟ خاکسار نے عرض کیا کہ ہاں۔ کہا مجھے دارالذکر میں آکر ملو۔ خاکسار حاضر ہوا تو مجھے کہا کہ یہاں دفتر میں اصلاح وارشاد میں کام کرو۔ خاکسار کو اصلاحی کمیٹی کی تمام کارروائی کا ریکارڈ اور بطور ممبر کام کا انچارج بنا دیا گیا۔ اس طرح تقریباً دو سال کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور محترم شہید جنرل صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

عاجزی و انکساری: جس بات نے مجھے بے حد متاثر کیا وہ آپکی طبیعت میں عاجزی اور انکساری تھی۔ آپکو دوران سروس بطور GOC دیکھا تھا۔ آپکی شان و شوکت، دبدبہ اور رعب دیکھا تھا۔ لیکن اب آپ جماعتی خدمت انجام دیتے وقت بے حد عاجزی و انکساری سے کام لیتے تھے۔ کسی قسم کے تکلف سے کام نہیں لیتے تھے۔ جس قسم کے بھی حالات ہوں کام کرنے میں لگ جاتے تھے۔ گرمی کے موسم میں جب کہ حبس کی انتہا ہو گھنٹوں بیٹھ کر اصلاح وارشاد کے کاموں کا جائزہ لیتے تھے۔ بعض دفعہ اپنے ہاتھ سے کسی کاغذ کو تمام افراد میں بانٹ رہے ہیں۔ میں نے انکو کبھی بھی کسی تکلیف کا اظہار کرتے نہیں دیکھا۔ اگر کوئی اس کا ذکر بھی کرتا تو آپ ہنس کر کہتے کہ بھئی جماعتی خدمت ہے بجالاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو۔ بعض دفعہ خاکسار کو حکم ہوتا کہ صدر صاحبان سے فلاں رپورٹ حاصل کرو۔ خاکسار ٹیلیفون کرتا اور کہتا کہ جنرل صاحب کے کہنے پر فون کر رہا ہوں۔ فوراً مجھے ٹوک دیتے کہ بھئی میں اب جنرل نہیں ہوں۔ میں صرف ناصر

احمد ہوں۔خاص طور پر اس جگہ جبکہ میں جماعت کا کام بطور خادم کر رہا ہوں۔خاکسار ٹیلیفون پر دوبارہ جنرل صاحب کا ریفرنس دے دیتا، پھر ٹوک دیتے بلکہ سختی سے منع فرماتے۔بعض دفعہ میں کوئی خط یا سرکولر ڈرافٹ کرتا نیچے دستخط والی جگہ پر پھر جنرل ریٹائرڈ لکھ دیتا تو کاٹ دیتے۔کہتے صرف ناصر احمد لکھا کرو۔کئی دفعہ میں نے دیکھا کسی میٹنگ میں آتے ہیں، آگے جگہ پُر ہو چکی ہے چپکے سے پیچھے بیٹھ جاتے۔امیر صاحب آپ کو آگے بلا لیتے۔جب میں چھوٹا تھا تو میں نے دیکھا کہ گاؤں آتے ہیں اور اپنی والدہ کے ساتھ چولہے پر بیٹھ کر ناشتہ کر رہے ہیں۔والدہ کہتی ہیں کہ میز کرسی پر ناشتہ کرو لیکن کہتے کہ میں آپ کے ساتھ ہی بیٹھ کر ناشتہ کروں گا۔

ہمت اور حوصلہ: فوج کے اعلیٰ عہدیدار ہونے کی وجہ سے آپکی شخصیت میں حوصلہ اور ہمت کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔لیکن انسان جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو بتدریج کمزور ہو جاتا ہے۔ہمت اور حوصلہ میں کمی ہو جاتی ہے۔جب خاکسار نے آپکے ساتھ کام شروع کیا تو آپکی عمر تقریباً نوّے سال سے کچھ کم تھی۔1971ء کی جنگ میں آپ مغربی پاکستان میں واحد جنرل آفیسر تھے جو عین جنگ میں زخمی ہوئے۔گھٹنے میں گولی لگی تھی جو کہ نکالی نہیں گئی تھی۔چال میں فرق تھا۔نماز بھی کرسی پر بیٹھ کر پڑھتے تھے۔پراسٹیٹ کینسر کی بھی شکایت تھی۔آپریشن کے باوجود تکلیف موجود تھی۔ہر ماہ ٹیکہ لگوانا پڑتا تھا۔لیکن بلا کا حوصلہ تھا۔مسلسل گھنٹوں بیٹھ کر کام کرتے۔مسلسل لکھ رہے ہیں اسی دوران امیر صاحب نے یاد کیا ہے اُٹھ کر چلے گئے ہیں۔تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر پھر اسی انہماک کے ساتھ لکھنا شروع کر دیتے۔جب تک کام مکمل نہ کر لیتے اُٹھتے نہیں تھے۔دورانِ کام مسلسل دوسرے لوگوں کو ہدایات بھی دیتے رہتے۔ہر ماہ جماعتی میٹنگز میں حصہ لینا، مرکز میں میٹنگز میں حصہ لینا اور اس کے بعد اپنے حلقے کے مسائل پر توجہ اور نظر، اللہ اللہ۔کیا وجود تھے۔

جماعتی خدمت: شہید جنرل صاحب جماعتی خدمت کو اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتے۔اس امر میں وہ ہر کسی کو اس کی تلقین بھی کرتے تھے۔خاکسار کو دفتر اصلاح وارشاد میں آپ نے اسی جذبہ سے لگایا۔فرماتے تھے کہ خدمت کرو۔اللہ تعالیٰ ہر مشکل آسان کر دے گا۔کسی عہدہ کا لالچ مت کرو۔اور جماعتی خدمت جو بھی کرنے کو ملے اسے اپنی پوری استعداد اور محنت سے سرانجام دو۔آپ خود اس کا عملی نمونہ پیش کرتے تھے۔پیرانہ سالی اور چلنے میں دشواری کے باوجود روز مقررہ وقت پر 10 بجے دارالذکر پہنچ جاتے تھے۔ایک بجے تک وہاں کام کرتے۔ہر ایک مسئلے پر نظر ہے مرکز کے لئے رپورٹ تیار کروانا، پہلے حلقوں سے رپورٹیں لینا، میٹنگز کا ایجنڈا، جو فیصلے ہوتے ہیں ان پر عمل درآمد کی پراگرس وغیرہ۔ایک بجے سے پہلے تمام حلقوں کی جو کہ جنوبی لاہور میں واقع ہیں اور بیت النور کے نزدیک کی ڈاک خود دفتر سے لیتے انکو ایک بنڈل کی شکل دے کر ساتھ رکھتے۔اگلے دن کے لئے ہدایات دیتے اور پھر ظہر کی نماز بیت النور میں ادا کرنے کے لئے چلے جاتے۔یہ روزانہ کا معمول تھا۔کئی دفعہ خاکسار نے بھی اور اہلِ خانہ نے بھی مشورہ دیا کہ اب آرام کریں کیونکہ کام کرنا صحت کے لحاظ سے مشکل ہوتا جا رہا ہے۔لیکن کہتے کہ جب تک جماعت خود مجھے فارغ نہ کرے میں خود کبھی بھی اس کا اظہار نہ کروں گا۔

خلافت سے محبت اور اطاعت: خلیفہ وقت سے بے حد محبت اور خلافت کا بے حد احترام کرتے تھے خلیفہ وقت کی ہر ہدایت پر عمل کرنے کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔خلافت سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔جماعتی نظام کی اطاعت وفرمانبرداری انکا شیوہ تھا۔اس سلسلہ میں عملی نمونہ پیش کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے آپکی شہادت پر اس کا ذکر بھی کیا۔کئی دفعہ خاکسار نے انکو ضلعی دفتر میں کلیریکل سٹاف کے ساتھ امیر صاحب یا نائب امیر صاحب سے ملاقات کے انتظار میں بیٹھے یا کھڑے دیکھا۔حالانکہ امیر صاحب اور نائب امیر صاحب انکی اتنی عزت کرتے تھے کہ اگر آپ اکیلے بھی دفتر میں چلے جاتے تو شاید آپکو اس کی اجازت ہوتی۔

اصلاح وارشاد کے ضلعی سیکرٹریان کی ایک مرکزی میٹنگ میں مجھے آپ کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا۔نہایت انہماک اور ڈسپلن کے ساتھ اجلاس میں شریک ہوتے ۔اجلاس کے لئے پوری تیاری کر کے گئے تھے ۔اوراسی طرح اجلاس کی کارروائی کے دوران اپنی نوٹ بُک میں کارروائی کے نوٹس تیار کرتے رہے۔کسی نقطہ پرآپ اپنے خیالات یا نقطہ نظر کو پیش کرنا چاہتے تو پہلے ہاتھ کھڑا کر کے اجازت لیتے اور اپنی نشست سے اُٹھ کر اپنی بات کرتے ۔ایک ایسا انسان جس نے ایک لمبا عرصہ فوج جیسے ادارے میں اعلیٰ ترین عہدے پر کام کیا ہو جو کہ جنرل آفیسر کمانڈنگ رہا ہو۔جس کے نوٹس تیار کرنے کے لئے قابل آفیسرز موجود رہے ہوں وہ نوّے سال کی عمر میں اپنے ہاتھ سے کارروائی نوٹ کر رہا ہو۔اوراپنے نقطۂ نگاہ کو پیش کرنے کے لئے اپنے سے آدھی عمر کے انسان سے جو جماعتی عہدہ میں آپ سے بڑا ہو کے احترام میں ہاتھ کھڑا کرے ۔اجازت لے کر کھڑا ہو کر بات کرے ،صرف احمدیت کا ہی خاصہ ہوسکتا ہے ۔نظامِ سلسلہ کی اطاعت فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے اپنے اندرایک سبق رکھتا ہے۔

کام کرنے کا انداز: شہید جنرل صاحب کا کام کرنے کا انداز انتہائی *Methodical* تھا۔ہر کام کرنے سے پہلے تیاری کرتے تھے۔وقت کا ضیاع برداشت نہیں کرتے تھے ۔ٹائم فریم کا بہت خیال رکھتے تھے ۔اپنے معاون ساتھیوں کو بھی اجلاس سے پہلے میٹنگ بلا کر پروگرام سے آگاہ کرتے تھے ۔ہر ایک کو مُعین ڈیوٹی دیتے تھے ۔اگر ضرورت ہوتو ہر سیکرٹری کے لئے لفافے میں میٹریل تیار کرواتے اوراجلاس کے دوران ان کو دیتے ۔ہر ایک حلقہ کا ماہانہ جائزہ لیتے ۔ماہانہ مشاورتی کمیٹی کے اجلاس کا ایجنڈا تیار کرواتے ۔امیر صاحب سے منظوری حاصل کرتے اور پھر انکی موجودگی میں اجلاس منعقد کرتے ۔مرکزی مربی دعوت الی اللہ دورہ کا پروگرام تیار کرواتے اور اس بات کی یقین دہانی کراتے کہ تمام حلقہ جات کو دورہ کی اطلاع ہوگئی ہے ۔اسی طرح ماہانہ رپورٹس جو کہ مرکز کو جاتی ہیں کی تیاری کرواتے ۔ تمام پروگرام انکو زبانی یاد ہوتے ۔مکرم میاں مبارک علی صاحب مرحوم اور مکرم مسعود باجوہ صاحب شہید کو مقررہ تاریخوں سے پہلے رپورٹ کی تیاری کے لئے Push کرنا شروع کر دیتے ۔اصلاحی کمیٹی کی کارروائی کے لئے روزانہ مجھے ہدایات دیتے ۔لوگوں کو بلانا ،مسائل کو سننا،اجلاس دعا کے ساتھ شروع کرنا ۔محبت ،اخوت اور بھائی چارے کی تلقین کرتے ہوئے جھگڑوں کو نمٹانے کی تلقین کرنا ۔ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتے تھے ۔تمام رپورٹوں کی تاریخیں زبانی یاد تھیں ۔بلا شبہ آپ مشین کی طرح کام کرتے تھے اور اس عمر میں آپ کا نمونہ بلا شبہ یہ قابلِ رشک تھا۔

عزیزوں سے حسن سلوک: آپ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے ۔بزرگوں کا احترام کرتے تھے میری والدہ صاحبہ جب تک زندہ رہیں ہمارے گھر جب بھی وہ تشریف لاتیں تو ضرور ملنے کے لئے آتے ۔آپ کے مزارعان جو گاؤں سے آتے تھے کی بھی بہت عزت کرتے تھے ۔اگر انکا کوئی کام ہوتا تو کوشش کر کے کرتے ۔الغرض شہید جنرل صاحب ایک انتہائی قیمتی وجود تھے ۔جب بھی آپ کو کوئی دعا کے لئے کہتا تو فرماتے میں روز آپ کے لئے اور دوسرے معاون دوستوں کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں ۔ ایسے قیمتی وجود بلا شبہ سلسلہ کیلئے ایک قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کے وہ شہید مرحوم کے درجات بلند کرے ۔آپکی اولاد کو آپکے عمدہ نمونہ پر کام کرنے کی توفیق عطا فرماوے ۔آمین

قرارداد تعزیت

بروفات حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہؒ

اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم ومغفور کی وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ مورخہ 29/جولائی 2011ء کو 100 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام.

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ ستمبر 1911ء میں قادیان کی مقدس بستی میں حضرت سیدہ ام ناصر محمودہ بیگم صاحبہ کے بطن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کے ہاں پیدا ہوئیں۔ قادیان کے پاکیزہ ماحول میں حضرت مصلح موعود اور خواتین مبارکہ کے سایہ عاطفت میں پروان چڑھیں اور نیک تربیت حاصل کی۔ حضرت مصلح موعود نے اپنی ایک نظم میں آپ کی پاک فطرت کا نقشہ یوں کھینچا:

وہ میری ناصرہ وہ نیک اختر ۔۔۔ عقیلہ باسعادت پاک جوہر

1933ء میں آپ وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہو گئیں۔ 2/جولائی 1934ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود نے آپ کا نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ پڑھایا۔ رخصتانہ کی تقریب 26/اگست 1934ء کو ہوئی۔

حضرت مصلح موعود کی پدرانہ شفقت اور خصوصی قربت آپ کو حاصل رہی اور حضور کے کئی اسفار میں آپ کو بھی ہم سفر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کو مقبول خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ نئے مرکز سلسلہ ربوہ جو کہ ایک بے آب وگیاہ وادی تھی اس کی ابتدائی آبادکاروں میں آپ شامل تھیں۔ صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ کے طور پر آپ کو ایک لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی اور اس دوران صنعت ودستکاری کا کام اپنے پاس رکھا۔ آپ نہایت سلیقہ شعار اور نفاست پسند تھیں۔ غرباء کی مدد کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ آپ خلافت کی عاشق اور جذبہ اطاعت سے سرشار تھیں۔ آپ کو مضمون نگاری کا بھی شوق تھا۔ چنانچہ سیرۃ النبی ﷺ کے عنوان پر آپ کے مضامین شائع شدہ ہیں۔ آپ نے اپنے بچوں کی احسن رنگ میں تربیت فرمائی اور سبھی بچے خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اعزاز بھی بخشا کہ آپ کے صاحبزادے ﴿ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز﴾ مسند خلافت پر متمکن ہیں۔

آپ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہوا کہ آپ نے پانچوں خلفاء احمدیت کا زمانہ پایا۔ ایک خلیفہ کی بیٹی، دو خلفاء کی بہن اور ایک خلیفہ کی والدہ ہیں نیز اب تک خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سب سے لمبی عمر پانے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا:۔

(1)۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف بیگم صاحبہ اہلیہ محترم سید میر مسعود احمد صاحب مرحوم
(2)۔ محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب مرحوم
(3)۔ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب
(4)۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب
(5)۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان وعملہ دفتر انصاراللہ جملہ ممبران انصاراللہ پاکستان کی طرف سے حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ رحمہا اللہ کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور صاحبزادی مرحومہ کی تمام اولاد سے گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے، اپنے مقربوں میں جگہ عطا فرمائے، آپ کی دعاؤں کا فیض جاری رکھے اور آپ کی نیک یادوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿ہم ہیں اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان﴾

ترئی ۔ توری

ایک سبزی کی کہانی خود اس کی زبانی

﴿مکرم خواجہ محمد اقبال نائیک صاحب ۔تیموریہ کراچی﴾

گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اردو زبان کے بہت سے الفاظ اور محاورے متروک اور معدوم ہوتے جارہے ہیں اور نئے شامل ہوتے جارہے ہیں اسی قسم کا ایک محاورہ اپنے نام کی مناسبت سے مجھے اس وقت یاد آرہا ہے یعنی ترئی کا پھول ۔ یعنی ترئی کا پھول زرد رنگ کا ہوتا ہے ۔دیکھنے میں آنکھوں کو بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے اسی حوالہ سے یہ محاورہ بن گیا ''ترئی کا پھول''یعنی وہ کام جو دیکھنے میں بہت آسانی اور مزے مزے سے ہوجائے مگر حقیقتاً کافی اہم ہو۔ یہ بات ہے زبان کے چٹخارے کی ۔اب زبان اور زبان کا چٹخارہ کہاں رہ گیا ہے ۔محاورے اور ضرب الامثال جو کبھی زبان زد خاص وعام ہوا کرتے تھے ۔پرانی لغات تک محدود ہو گئے ہیں ۔اس کی وجہ بھی ہے مثلاً شہر کے زیادہ تر لوگوں نے گاڑیوں کا دھواں تو خوب دیکھا اور سونگھا ہوگا ۔مگر ترئی کی بیل اور اس پر کھلنے والے زرد رنگ کے پھولوں کا منظر کہاں دیکھا ہوگا ۔مختصر یہ کہ مجھے ہی ترئی کہتے ہیں زیادہ تر لوگ توری کہتے ہیں کبھی غریبوں اور مریضوں کی سبزی کے نام سے جانی جاتی تھی ۔مگر اب شاید ایسا نہیں ہے ۔کیونکہ مہنگائی نے مجھ جیسی غریب پرور سبزی کو بھی غریبوں سے دور کر دیا ہے ۔اب رہا مریضوں کا سوال تو کیا مریض اور کیا عام لوگ سب کو ہی سبزی کھانے سے الرجی ہے ۔ویسے ایک بات بتا دوں کہ اگر لوگ میرے فائدوں سے واقف ہو جائیں تو مجھے ہاتھوں ہاتھ لیں گے ۔

تعارف: میرا پودا ''بیل'' کہلاتا ہے ۔یعنی ''ترئی کا بیل'' میں خوب پھیلتی ہوں ۔موسم گرما اور برسات میں خوب پھل آتے ہیں ۔ترئی بننے سے پہلے کلیاں آتی ہیں پھول کھلنے کے بعد اس میں پیچھے کی جانب پھل نشوونما پاتا ہے ۔پھول زرد رنگ کے کثرت سے آتے ہیں ۔بہت خوش نما لگتے ہیں ۔مگر ہر پھول ترئی میں تبدیل نہیں ہوتا زیادہ تر پھول بغیر پھل کے ہوتے ہیں انہیں جھوٹے پھول کہا جاتا ہے ۔مگر ان کی موجودگی بھی ضروری ہے اگر آپ کے صحن میں تھوڑی سی جگہ ہے تو آپ مجھے وہاں لگا سکتے ہیں ۔میں چونکہ بیل ہوں لہذا مجھے پھیلنے کے لئے سہارا چاہئے میں دیواروں اور درختوں پر آرام سے چڑھ جاتی ہوں ۔ مجھے آپ پتلی ڈوری کی مدد سے بھی دیوار اور چھتوں پر چڑھا کر پھیلا سکتے ہیں ۔اچھی طرح پھیلنے کے بعد اس میں اس قدر پھل

آتا ہے کے آپ خود بھی کھائیں گے اور پڑوسیوں اور رشتہ داروں میں بھی تقسیم کریں گے۔ اس طرح نہ صرف آپ کو تازہ ترئی ملے گی بلکہ اس کا ذائقہ بھی بازار سے ملنے والی ترئی سے مختلف اور شاندار ہوگا۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کے میری تین قسمیں ہیں۔ گہری سبز، سفیدی مائل، سبز اور دھاری دار۔ ہر قسم کی ترئی میں چھیپ کی طرح سفید دھبے بھی ہوتے ہیں۔ عام طور پر میری بھجیا بنا کر کھائی جاتی ہے۔ بعض لوگ گوشت میں ملا کر پکاتے ہیں۔ بیماروں کو اس کا شوربہ بنا کر دیا جاتا ہے۔ بواسیر کے مریضوں کے لئے اس کا کالی مرچ والا سالن زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اگر آپ کے گھر میں ترئی کی بیل لگی ہوئی ہے تو اس کے چھوٹے پھول کی کلیاں (یعنی جن میں ترئی نہیں لگتی) توڑ لیں انہیں قیمہ کی طرح بھون کر نوش فرمائیں۔ قیمہ کھانا بھول جائیں گے۔

فوائد: ☆ میں ہلکی پھلکی سبزی ہوں زود ہضم ہوں خاص طور پر مریضوں کی ہمدرد اور دوست ہوں۔ ☆ حکیم صاحبان جب مریضوں کو بیماری کے بعد یا بیماری کے دوران پہلی ٹھوس غذا تجویز کرتے ہیں تو اس میں میرا نام سرفہرست ہوتا ہے۔ ☆ میرا شمار ٹھنڈی سبزیوں میں ہوتا ہے۔ کھانے والے کو اندرونی طور پر تراوٹ اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اور طبیعت میں ہلکا پن لگتا ہے۔ ☆ میرا شوربہ بخار میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس سے منہ کا ذائقہ بھی درست ہو جاتا ہے۔ ☆ میرے دو کام بہت اہم ہیں اوّل قبض کشائی دوم اخراج خون کو روکنا اس لحاظ سے میں بواسیر (خونی و بادی) کے مریضوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہوں۔ بواسیر کے مریض ہفتہ میں تین تین دن تک میرا سالن استعمال کریں (نوٹ: سرخ مرچ کی بجائے کالی مرچ کا استعمال کریں) اور پھر میرا کرشمہ دیکھیں۔ ☆ میرا استعمال پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے اور پیشاب کھل کر آتا ہے۔ ☆ قبض کشا ہونے کی وجہ سے معدہ فاسد مادوں سے پاک رہتا ہے بھوک کھل کر لگتی ہے اور صاف خون پیدا ہوتا ہے۔

احتیاطیں: بعض اوقات میری بعض ساتھی ذائقہ میں کڑوی بھی نکلتی ہیں۔ اس لئے پکانے سے پہلے ضروری ہے کہ میرے ڈنٹھل والی جگہ یا جڑ کو ذرا سا چوس کر دیکھ لیا جائے اس سے کڑواہٹ کا پتہ چل جائے گا۔ ورنہ جس طرح ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے اس طرح ایک کڑوی ترئی ہانڈی کے سارے سالن کو کڑوا کر دے گی۔

ایک اور استعمال ہمارے ہاں برتن دھونے اور مانجھنے کے لئے اسٹیل وول کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ بعض اوقات اس کا تار انگلی میں چبھ جاتا ہے۔ جس سے انگلی پک جاتی ہے اور بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اسٹیل وول یعنی تاروں کے لچھے کے استعمال سے پہلے ترئی (سوکھی) کا جال استعمال ہوتا تھا۔ اور شاید دیہاتوں میں آج بھی استعمال ہوتا ہے جو ہر طرح محفوظ سمجھا جاتا ہے۔ ترئی کا پھل سوکھنے کے بعد اس میں سے بیج نکالے جاتے ہیں اب جالی دار خول باقی رہ جاتا ہے بعض اوقات بازار میں بھی دستیاب ہوتا ہے۔ اس سے برتن اچھے صاف ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ میں چبھنے کا احتمال بھی نہیں ہوتا۔

جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء

﴿رپورٹ: مکرم مبشر احمد خالد صاحب﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال جماعت احمدیہ برطانیہ کا 45واں جلسہ سالانہ مؤرخہ 22 تا 24 / جولائی 2011ء کو ہمپشائر کے علاقے میں واقع جماعت احمدیہ کے وسیع قطعہ اراضی حدیقۃ المہدی میں منعقد ہوا۔ جس میں 96 ممالک کے 29 ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی جبکہ احمدیہ ٹیلیویژن انٹرنیشنل کے ذریعہ کل عالم کے احمدی اس میں شامل ہوگئے۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے علاوہ 4 پُر معارف اور دلپذیر خطابات ارشاد فرمائے۔ مؤرخہ 24 جولائی 2011ء کو عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس جلسہ میں 7 علماء سلسلہ نے اردو اور انگریزی میں تقاریر کیں۔ اس جلسہ میں برطانیہ اور دیگر کئی ممالک کے عمائدین اور سرکردہ شخصیات شامل ہوئیں جنہوں نے جلسہ کے سٹیج پر آکر اور انٹرویوز کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی امن ومحبت کی تعلیمات اور خدمتِ انسانیت کے کاموں کو سراہا۔ MTA انٹرنیشنل نے اس موقع پر بہت سے خصوصی پروگرام ٹیلی کاسٹ کئے اور تین دن کے جلسہ کی جملہ کارروائی Live دکھائی۔

افتتاحی خطاب: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 22 / جولائی 2011ء کو پاکستانی وقت کے مطابق رات 8:35 بجے حدیقۃ المہدی ہمپشائر UK میں افتتاحی خطاب کیلئے جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور لوائے احمدیت لہرایا جبکہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر یو۔کے نے برطانیہ کا جھنڈا لہرایا اور حضور انور نے دعا کروائی۔ اسکے بعد حضور انور جلسہ گاہ کے سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور نے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ جلسہ سالانہ کے انعقاد کی غرض اپنی روحانی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ زہد، تقویٰ، خدا ترسی، نرم دلی، محبت ومواخات، عاجزی، سچائی، راستبازی اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی دکھانے کیلئے تیار رہنا اور ان تمام امور کے حصول کے طریق اس جلسہ میں سیکھتے ہیں۔

مستورات سے خطاب: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ UK کے دوسرے دن مؤرخہ 23 / جولائی 2011ء کو مستورات سے خطاب کیلئے زنانہ جلسہ گاہ تشریف لائے۔ تلاوت ترجمہ اور نظم کے بعد حضور انور نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں انعامات تقسیم فرمائے۔ ازاں بعد حضور انور نے اپنے اس خطاب میں نکاح کے موقع پر پڑھی جانیوالی قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں پُر معارف اور تفسیر بیان فرمائی۔

دوسرے دن کا خطاب: جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے دن مؤرخہ 23 / جولائی 2011ء کو سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سال گزشتہ میں جماعت احمدیہ پر بارش کی طرح برسنے والے افضال الٰہی کا ذکر فرمایا۔ تلاوت قرآن

کریم اور نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے تفصیل کے ساتھ مختلف شعبہ جات کے تحت انکی کارکردگی اور اعداد و شمار پیش فرمائے اور ساتھ ساتھ ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔ امسال مزید 2 ممالک **چلی** اور **بار باڈوس** (ویسٹ انڈیز) میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اب دنیا کے پورے 200 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے۔ امسال 839 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ 419 نئی بیوت الذکر اور 121 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے اور 1118 نئے مقامات پر جماعت احمدیہ کا نفوذ ہوا ہے۔ 38 زبانوں میں 549 کتب و فولڈرز جماعت کو شائع کرنے کی توفیق ملی۔ دوران سال 1413 ٹی وی پروگرام نشر ہوئے ہیں۔

عالمی بیعت: جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر پانچ بج کر آٹھ منٹ پر 19 ویں عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ 96 ممالک سے آئے ہوئے 29 ہزار سے زائد احمدی احباب و خواتین اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں عالمی بیعت کیلئے جلسہ گاہ میں جمع تھے۔ احمدیہ ٹیلیویژن انٹرنیشنل کے توسط سے دنیا کے 200 ممالک کے احمدیوں نے اپنے نئے بھائیوں کے ساتھ تجدید بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال 4 لاکھ 80 ہزار 822 افراد بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ 124 ممالک سے 352 قومیں احمدیت میں داخل ہوئی ہیں۔ گزشتہ سال کی نسبت امسال 22 ہزار 62 بیعتوں کا اضافہ ہوا ہے۔

حضور انور نے انگریزی زبان میں بیعت کے الفاظ دہرائے جبکہ جلسہ گاہ میں موجود مختلف اقوام کے لوگوں کے لئے ساتھ ساتھ ان زبانوں میں الفاظِ بیعت دہرانے کا انتظام موجود تھا۔ عالمی بیعت کے اس وجد آفریں منظر کے بعد کل احمدی احباب نے اپنے آقا کی اقتداء میں عالمی سجدۂ شکر ادا کیا۔ اسطرح سارا جہانِ احمدیت خدا تعالیٰ کے آگے جھک گیا۔

اختتامی خطاب: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 24 جولائی 2011ء کو پاکستانی وقت کے مطابق شام سوا آٹھ بجے اختتامی خطاب کیلئے تشریف لائے۔ حضور انور کی موجودگی میں چند مہمانوں نے اظہار خیال کیا اور جماعت احمدیہ کی خدمات و تعلیمات کو سراہا۔ اس کے بعد تلاوت کے ساتھ کارروائی کا آغاز ہوا۔ جس کے بعد عربی اور اردو منظوم کلام پیش کیا گیا۔ اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے دوران سال میں تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنیوالے طلباء کو میڈلز اور انعامات سے نوازا اور پھر خطاب فرمایا۔ آپ نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر 41 کی تلاوت فرمائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے کمالات، فیضان اور اکمل مقام کے متعلق بڑے دلنشین انداز میں بیان فرمایا اور فرمایا کہ ہم تمام احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کے سکھائے ہوئے اسلوب عشقِ رسول کی وجہ سے دامن رسول ﷺ سے ہمیشہ چمٹے رہیں گے اور کبھی بھی کوئی بھی طاقت ہمیں اس رسول ﷺ سے علیحدہ نہیں کر سکتی خواہ ہماری جانیں لے لی جائیں۔ اختتامی دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ برطانیہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے مفید اور بابرکت نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

فیس بک۔Face Book

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی میں 27رجون 2011ء کو اسٹونیا لیتھوینیا اور ہنگری کے وفد سے ملاقات کے دوران ہنگری سے آنے والے ایک میڈیکل کے طالب علم Pauki Demeter نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے Face Book کے بارے میں دریافت کیا:۔

حضور انور نے فرمایا:۔Face Book کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔یہ انسان کی ذاتی زندگی میں فساد پیدا کر سکتا ہے بعض لوگوں نے میرے نام پر بنا دیا تھا۔اس کو میں نے غلط کہا تھا۔اس کو حرام قرار نہیں دیا اور Ban نہیں کیا۔جماعت نے اپنی Face Book ''الاسلام''پر بنائی ہوئی ہے جو دینی ضرورت پوری کر رہی ہے۔دین کی اشاعت کر رہی ہے۔

حضور نے فرمایا باقی جہاں تک اس کے عمومی استعمال کا تعلق ہے تو اس کی وجہ سے لوگوں کے تعلقات، گھر برباد ہو رہے ہیں اور لوگوں کے ننگ ظاہر ہو رہے ہیں۔ایک دوسرے کی برائیاں ہر ایک نوٹ کرتا ہے اور عیاشی حاصل ہو۔نیک مقصد حاصل نہ ہو۔حضور انور نے فرمایا۔اس Face Book نے صرف انفرادی طور پر ہی لوگوں کا امن برباد نہیں کیا بلکہ اس نے حکومتوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے۔

﴿الفضل 27رجولائی 2011ء صفحہ نمبر 4﴾

ربوہ کا افتتاح

۲۰رستمبر ۱۹۴۸ء وہ تاریخی دن ہے جس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی کئی پیشگوئیاں پوری ہو رہی تھیں۔''تین کو چار کرنے والا'' پسر موعود کی علامت تھی اس کا ایک ظہور بھی ہونے والا تھا۔نئے مرکز احمدیت کے افتتاح کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود بنفس نفیس لاہور سے سرزمین ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔حضور بذریعہ کار صبح نو بج کر بیس منٹ پر لاہور سے آئے۔یہ یادگار سفر حضور نے براستہ فیصل آباد (لائلپور) طے فرمایا۔حضور کے ہمراہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور دوسرے بزرگانِ سلسلہ بھی تھے۔حضور نے ایک بج کر بیس منٹ پر سرزمین ربوہ پر قدم رنجہ فرمایا۔سب سے پہلا کام نماز ظہر کی ادائیگی تھی۔دراصل اس نماز کے ساتھ ہی ربوہ کا افتتاح عمل میں آ گیا۔ڈیڑھ بجے حضور نے نماز ظہر پڑھائی۔یہ پہلی باجماعت نماز تھی جو سیّدنا مصلح موعود کی اقتداء میں احباب جماعت نے ربوہ میں ادا کی۔اس نماز میں ۲۵۰ کے قریب احباب موجود تھے۔ربوہ کی افتتاحی تقریب میں شامل احباب کی فہرست تیار کی گئی تھی۔ان خوش قسمت احباب کے اسماء تاریخ احمدیت جلد۱۲ میں بطور ضمیمہ شامل ہیں۔یہ فہرست حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کی نگرانی میں تیار ہوئی۔جو ۶۱۶ احباب پر مشتمل ہے۔جس مقام پر حضور نے نماز ظہر پڑھائی وہاں پر ایک بیت یادگار ۱۹۵۳ء میں تعمیر کی دی گئی۔جو کہ اب فضل عمر ہسپتال میں اور اب انتہائی خوبصورت تعمیر کی صورت میں موجود ہے۔نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت مصلح موعود نے ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ ربوہ کا افتتاح کیا۔حضرت مصلح موعود نے ابراہیمی دعاؤں کو ۳،۳ بار دہرایا اور احباب جماعت بھی ساتھ ساتھ دہراتے رہے۔

رپورٹ امتحان انعامی وظیفہ اطفال 2011ء

《مرتبہ: مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان》

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمدؒ نے بطور نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ اطفال میں دینی معلومات کا ذوق پیدا کرنے کیلئے ایک انعامی وظیفہ کا اجراء فرمایا تھا جو سالانہ اجتماع اطفال کے موقع پر منعقد ہوتا تھا۔ یہ مقابلے 1983ء تک یعنی آخری منعقدہ سالانہ اجتماع تک جاری رہے جس کے بعد اس میں تعطل آ گیا۔ اب جبکہ علمی ریلی اطفال کا انعقاد باقاعدگی سے ہو رہا ہے، مجلس انصاراللہ پاکستان نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس انعامی مقابلے کے احیاء کی درخواست کی جو حضور نے ازراہ شفقت واحسان منظور فرمائی۔ اس مقابلہ میں اوّل آنے والے طفل کو سند امتیاز اور بارہ ہزار روپے نقد انعام اور دوم آنے والے طفل کو سند امتیاز اور چھ ہزار روپے نقد انعام دینے کا اعلان کیا گیا۔ مہتمم صاحب اطفال الاحمدیہ پاکستان کے ذریعہ سے پاکستان بھر کی مجالس کو اس امتحان کی تفصیلات سے آگاہ کر دیا گیا۔ اسی طرح سے روزنامہ الفضل، ماہنامہ انصاراللہ اور تشحیذ الاذہان میں بھی اس کی تفصیلات شائع کروادی گئیں۔

امسال اطفال الاحمدیہ پاکستان کی علمی ریلی کی تواریخ مورخہ 16 اور 17/جولائی مقرر تھیں۔ قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان نے اس کی مناسبت سے تیاری شروع کی۔ اس امتحان کیلئے درج ذیل نصاب مقرر کیا گیا تھا:۔

نصاب:

- ☆ کامیابی کی راہیں ہر چہار حصص ☆ نصاب واقفین نو
- ☆ مختصر تاریخ احمدیت ☆ کتابچہ ''دینی معلومات''
- ☆ کتابچہ ''معلومات'' ☆ ''ہمارا آقا''
- ☆ خلفائے راشدین (دور اوّل وثانی) کی سیرت وسوانح پر مشتمل کتابچے

یہ مقابلہ دو حصوں پر مشتمل تھا (i) تحریری (ii) زبانی۔

مورخہ 16/جولائی کو ریلی کی افتتاحی تقریب صبح 7:00 بجے تھی۔ افتتاحی تقریب میں بھی مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے جاری کردہ انعامی وظیفہ برائے اطفال کی سکیم سے جملہ ممبران کو بتایا گیا اور پروگرام میں بھی باقاعدہ اس کا وقت مقرر تھا۔ تحریری امتحان کیلئے 40 سوالات پر مشتمل پرچہ تیار کیا گیا۔ اور اس تحریری امتحان کا وقت صبح 8:00 بجے مقرر تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے **179** بچوں نے اس امتحان میں شرکت کی۔ پرچہ کا وقت 1/2 گھنٹہ مقرر تھا۔ مجلس انصاراللہ پاکستان کے دو نمائندگان مکرم منور احمد تنویر صاحب نائب قائد تعلیم اور مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب نائب قائد تعلیم نے اپنی نگرانی میں پرچہ جات تقسیم کروائے اور امتحان کے وقت مکمل نگرانی کی اور پرچہ کے دوران ہال میں ہی موجود رہے۔

179 اطفال میں سے مندرجہ ذیل **21** اطفال نے زبانی امتحان کیلئے کوالیفائی کیا۔

1- ☆عزیزم اسد شہزاد ابن مکرم عبد الغفور صاحب، دار النصر وسطی۔ ربوہ۔ 2- ☆عزیزم ابتسام احمد ابن مکرم صدیق احمد صاحب، دستگیر۔ کراچی۔ 3- ☆عزیزم اسامہ داؤد ابن مکرم داؤد احمد خالد صاحب، دار النصر وسطی۔ ربوہ۔ 4- ☆عزیزم ولید احمد ابن مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب، کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ۔ 5- ☆عزیزم ذیشان احمد ابن مکرم خان محمد لاشاری صاحب، کنری ضلع میر پور خاص۔ 6- ☆عزیزم طلال احمد ابن مکرم محمد جمیل صاحب، بھاٹی گیٹ۔ لاہور۔ 7- ☆عزیزم حماد احمد ابن مکرم عمران اطہر صاحب، رفاہ عام سوسائٹی۔ کراچی۔ 8- ☆عزیزم ابرار احمد ابن مکرم افتخار احمد صاحب، کرتو ضلع شیخوپورہ۔ 9- ☆عزیزم حافظ حماد احمد زاہد ابن مکرم محمد اظہر صاحب، دار الیمن وسطی سلام۔ ربوہ۔ 10- ☆عزیزم عبد السلام ابن مکرم ڈاکٹر عبد الحفیظ صاحب ہموسیٰ والہ ضلع سیالکوٹ۔ 11- ☆عزیزم ارسلان احمد ابن عبد السلام قریشی صاحب، دار الذکر۔ سیالکوٹ۔ 12- ☆عزیزم تنزیل احمد ابن مکرم حنیف احمد صاحب، بیت الناصر۔ اوکاڑہ۔ 13- ☆عزیزم زاہد احمد ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب، دھوری اڈہ ضلع لیہ۔ 14- ☆عزیزم وحید احمد ظفر ابن مکرم مظفر اقبال صاحب، دھاروال چک 33 ضلع شیخوپورہ۔ 15- ☆عزیزم محمد احسن نعیم ابن مکرم محمد ارشد نعیم صاحب، 45 مڑھ ضلع شیخوپورہ۔ 16- ☆عزیزم مبارز احمد ابن مکرم اظہر محمود صاحب، منشی والہ ضلع شیخوپورہ۔ 17- ☆عزیزم ذیشان احمد ابن مکرم عبد المنان صاحب، واپڈا ٹاؤن۔ لاہور۔ 18- ☆عزیزم تزیم احمد ابن مکرم ڈاکٹر مسرور احمد صاحب، ڈرگ کالونی۔ کراچی۔ 19- ☆عزیزم ذیشان احمد ابن مکرم منور احمد صاحب، دار الذکر۔ سیالکوٹ۔ 20- ☆عزیزم عبد الصبور ابن مکرم عبد الغفور صاحب، راجن پور۔ 21- ☆عزیزم عطاء الرحیم ابن مکرم محمد اشرف صاحب، دار النصر غربی۔ ربوہ۔

اطفال سے زبانی سوالات پوچھنے کیلئے مجلس انصار اللہ پاکستان کی طرف سے ایک سہ رکنی ٹیم بنادی گئی تھی جس میں مکرم مولانا عبد السمیع خان صاحب قائد تعلیم القرآن وقف عارضی، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح و ارشاد اور مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب نائب قائد تعلیم شامل تھے۔ زبانی امتحان مورخہ 17 جولائی کو صبح 6:30 بجے تھا۔ یہ مرحلہ بھی بہت دلچسپ رہا۔ بچوں کے درمیان اچھا مقابلہ ہوا۔

اس علمی ریلی کی اختتامی تقریب مورخہ 17 جولائی کو دوپہر 12:45 پر شروع ہوئی۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم محترم سید قمر سلیمان صاحب وکیل وقف نو تھے۔ اوّل آنے والے طفل کو سندِ امتیاز اور 12000 روپے نقد انعام اور دوم آنے والے طفل کو سندِ امتیاز اور 6000 روپے نقد انعام مجلس انصار اللہ پاکستان کی طرف سے دیا گیا۔ تحریری امتحان میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے دیگر 19 اطفال کو سند شرکت دی گئیں۔ مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان نے انعامی وظیفہ اطفال میں پانچ خصوصی انعامات بھی ان پانچ پوزیشنز کے حامل اطفال کو اپنی طرف سے دیئے جنہوں نے تحریری امتحان میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبولیت بخشے۔ آمین

اس مقابلہ میں اوّل و دوم آنے والے اطفال کے نام درج ذیل ہیں۔

اوّل: عزیزم اسد شہزاد۔ دار النصر وسطی، ربوہ **دوم:** عزیزم ابتسام احمد۔ دستگیر، کراچی

اخبار مجالس

﴿ قیادت عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان ﴾

ریفریشر کورس

محمود آباد کراچی : 17 جولائی کو مجلس محمود آباد کی عاملہ اور زعماء کا ریفریشر کورس بمقام بیت المحمود منعقد ہوا۔

اسلام آباد: 17 رجولائی کو زعماء اعلیٰ، زعماء مجالس و ممبران کا ریفریشر کورس ہوا۔ 44 عہدیداران نے شرکت کی۔

ضلع سرگودھا: مورخہ 2 رجولائی کو نگران حلقہ بلاک لیڈر اور نائب ناظمین ضلع کا ریفریشر کورس و پکنک پروگرام ہوا۔ مرکز سے مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب (قائد اصلاح وارشاد) مکرم شکیل احمد قریشی صاحب (نائب قائد اصلاح وارشاد) نے شرکت کی کل حاضری 37 رہی۔

حافظ آباد: 12 رجون کو بمقام کڑیالہ میں 3 اور 10 رجون کو پیر کوٹ ثانی میں 6 انصار ریفریشر کورس میں شامل ہوئے۔

مانگٹ اونچا: 29 رجولائی کو ضلعی سطح پر سائقین اور زعماء کا ریفریشر کورس ہوا مرکز سے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی، مکرم محمد احمد اشرف صاحب اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نے شرکت کی۔ حاضری 64 رہی۔

میڈیکل کیمپس

مجلس انصاراللہ پاکستان: مؤرخہ 6 تا 15 رجون 2011 مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب کی قیادت میں گلگت کے 10 مختلف علاقہ جات میں میڈیکل کیمپس لگائے گئے۔ مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب اور ہومیو پیتھک مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین بابر صاحب نے معائنہ کیا اور مجموعی طور پر 3925 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ مکرم خالد بلوچ صاحب نے 22 دن گلگت بلتستان کے علاقوں میں کل 13 ہومیو پیتھی میڈیکل کیمپ لگائے۔ ان کے ہمراہ مکرم فاتح الدین احمد صاحب ڈسپنسر ربوہ سے تھے۔ مجموعی طور پر 1948 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے 1790 مریضوں کا علاج کیا۔

بیت الاحد لاہور: مؤرخہ 17 اور 24 رجولائی کو ٹھوکر نیاز بیگ کے قریب واقع گاؤں شاہ پور کانجرہ میں میڈیکل کیمپس لگائے گئے مجموعی طور پر 88 مریضوں نے استفادہ کیا جنہیں بعد معائنہ مفت ادویات فراہم کی گئیں۔

ضلع گوجرانوالہ: مؤرخہ 4 رجولائی کو حیدرآباد علی پور چٹھہ اور مؤرخہ 05 جولائی کو محلہ درس القرآن علی پور چٹھہ میں فری میڈیکل کیمپ لگایا 290 مریضان نے استفادہ کیا جن کو بعد معائنہ ادویات فراہم کی گئیں۔

ضلع نارووال: مؤرخہ 17 رجولائی کو مجلس مالو کے تتلے میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا 180 مریضوں نے استفادہ کیا۔

بیت الاحد: مؤرخہ 5 / جون اور مؤرخہ 12 / جون کو بالترتیب سبزہ زار اور مصطفیٰ ٹاؤن میں میڈیکل کیمپ لگائے گئے کل 115 مریضوں نے استفادہ کیا۔

ماڈل کالونی کراچی: ماہ جولائی میں کل 05 میڈیکل کیمپس لگائے مجموعی طور پر 1104 مریضان نے استفادہ کیا۔

دارالنور فیصل آباد: مؤرخہ 8,15,29 / جولائی کو گوکھووال میں میڈیکل کیمپس لگائے۔ تعداد مریض 181۔

دارالحمد فیصل آباد: 19 / جون کو مکرم ڈاکٹر محمد سلیم صاحب نے 20 انصار کی شوگر چیک کی اور مفید مشورے دیئے۔

ننکانہ صاحب: مورخہ 3 / جون کو رام پورہ میں میڈیکل کیمپ ہوا۔ 45 مریضان نے استفادہ کیا۔

حافظ آباد: مورخہ 12 / جون کو سندھواں میں میڈیکل کیمپ ہوا۔ 76 مریضوں کو ادویات فراہم کی گئیں اور 19 / جون کو رکھ ولا میں کیمپ لگایا۔ 45 مریضان نے استفادہ کیا۔ اسی طرح 10 / جولائی کو کیمپ لگایا 70 مریضوں کو چیک کر کے ادویات دی گئیں۔ اور 24 / جولائی کو 48 مریضوں کا معائنہ کر کے ادویات دی گئیں۔

کریم نگر فیصل آباد: مورخہ 19 / جون کو فیصل لیباٹری میں فری شوگر و ہیپاٹائٹس کا چیک اپ کیا گیا۔ 21 مرد اور 14 خواتین نے استفادہ کیا۔

وقار عمل

دارالنور فیصل آباد: مؤرخہ 10 / جولائی کو اجتماعی وقار عمل حلقہ وار کیا گیا حلقہ منصورہ آباد کے نماز سنٹر میں نئے واش روم تیار کروائے گئے اور صحن کی صفائی کی گئی۔ کل حاضری 26 انصار تھی۔

ضلع نارووال: ماہ جولائی میں ضلع نارووال کے تحت 2 وقار عمل مؤرخہ 15, 24 / جولائی کو ہوئے وقار عمل میں ایک پارک کی صفائی، تعمیر مربی ہاؤس، صفائی بیت الذکر نارووال کا کام کیا گیا۔ حاضری بالترتیب 10,12 انصار رہی۔

دارالحمد فیصل آباد: مؤرخہ 15 / جولائی کو اجتماعی وقار عمل ہوا جس میں دار الحمد کے نماز سنٹر، ملت کالونی اور مظفر کالونی میں اپنے گھروں کے سامنے گلیوں اور سمن آباد میں نماز سنٹر کی صفائی کی۔ حاضری 38 انصار رہی۔

محمود آباد کراچی: جولائی میں ضلع کراچی کے اجتماعی وقار عمل میں محمود آباد کے 21 انصار نے شمولیت کی۔

پکنک/سائیکل سفر

کورنگی کراچی: مؤرخہ 17 / جولائی کو ضلع کی طرف سے منعقد کردہ سائیکل سفر میں 13 انصار نے شمولیت کی۔

محمود آباد کراچی: مؤرخہ 17 / جولائی کو ضلع کی طرف سے منعقد کردہ سائیکل سفر میں 21 انصار نے شمولیت کی۔

ذہانت و صحت جسمانی

واہ کینٹ: مؤرخہ 31 / جولائی کو بیت الحمد واہ کینٹ میں کلوجمیعا ہوا۔ کل 30 انصار نے شرکت کی۔

ضلع نارووال: مؤرخہ 28 رجولائی کو مجلس بدوملہی نے ایک پکنک ملک پور گاؤں کے پاس جھیل پر منائی جس میں 15 انصار 2 غیر از جماعت افراد اور ضلعی عاملہ کے 2 اراکین نے شرکت کی۔

دارالحمد فیصل آباد: مؤرخہ 19 رجون کو اراکین عاملہ کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ جن میں تیز چلنا، سیر اور مشاہدہ معائنہ شامل تھا۔ کل 21 انصار نے شرکت کی۔ ☆مورخہ 24 رجولائی کو دارالحمد مسعود آباد کے زیر انتظام تیز سائیکل ریس کا مقابلہ کروایا گیا کل 14 انصار نے شرکت کی بعد ازاں پوزیشن لینے والے انصار میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

بیت الاحد لاہور: مؤرخہ 5 رجون کو گلشن اقبال پارک میں اجتماعی سیر اور پکنک میں 8 انصار نے شرکت کی۔

سرگودھا شہر: مورخہ 18 رجون کو اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ چارروزہ پکنک پر شمالی علاقہ جات گئے۔ جس میں 10 انصار اور 6 اطفال شامل ہوئے۔

ڈرگ کالونی کراچی: مندرجہ ذیل مقابلہ جات ہوئے۔ 12 رجون کو 100 میٹر دوڑ میں 6 انصار، اور 19 رجون کو والی بال (مجلس ڈرگ کالونی۔ مابین۔ رفاہ عام سوسائٹی کراچی) فاتح ٹیم مجلس ڈرگ کالونی قرار پائی۔

ضلع بھکر: مورخہ 19 رجون کو پکنک کا پروگرام منعقد کیا۔ کل 10 انصار نے شرکت کی۔

اورنگی ٹاؤن کراچی: مورخہ 19 رجون سائیکل سفر کا پروگرام ہوا۔ تقریباً 3 گھنٹے بعد انصار ناشتہ کر کے لوٹے۔

گلشن پارک لاہور: مورخہ 12 رجون کو مجلس گلشن پارک لاہور میں مندرجہ ذیل مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ ہر حلقہ سے 3 انصار کو شرکت کا کہا تھا۔ مقابلہ جات میں حاضری یہ رہی۔ تلاوت 14 انصار، نظم 11 انصار اور تقریر میں 3 انصار۔

....

مقابلہ مقالہ نویسی برائے انصار 2011ء

﴿زیر اہتمام قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان﴾

عنوان **''تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں''**

مقالہ مرکز میں موصول ہونے کی آخری تاریخ: 30 ستمبر 2011ء

تفصیل انعامات:

اوّل:	سیٹ روحانی خزائن + سند امتیاز +	25 ہزار روپے نقد
دوم:	سیٹ انوار العلوم + سند امتیاز +	15 ہزار روپے نقد
سوم:	سیٹ حقائق الفرقان + سیٹ تفسیر کبیر + سند امتیاز +	10 ہزار روپے نقد

نماز میں لذت کے لئے دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’نماز کیا چیز ہے۔ نماز دراصل رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ بکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو اسی طرح بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو یہ دعا کرے۔

کہ اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے تو ایسا نور اس پر نازل کر کہ تیرا انس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے تو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جا ملوں۔ جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دے گی۔

ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 616.615

Regd # FR - 8

Monthly
ANSARULLAH

September
2011

Editor:
Muhammad Mahmood Tahir
(c.nagar:35460) E-mail: ansarullahpakistan@gmail.com
Ph: 047-6212982 Fax: 047-6214631 Cell: 0336-7700250

جلسہ سالانہ
برطانیہ 2011ء
کے مختلف
مناظر